خصائص امیرُالمؤمنِین

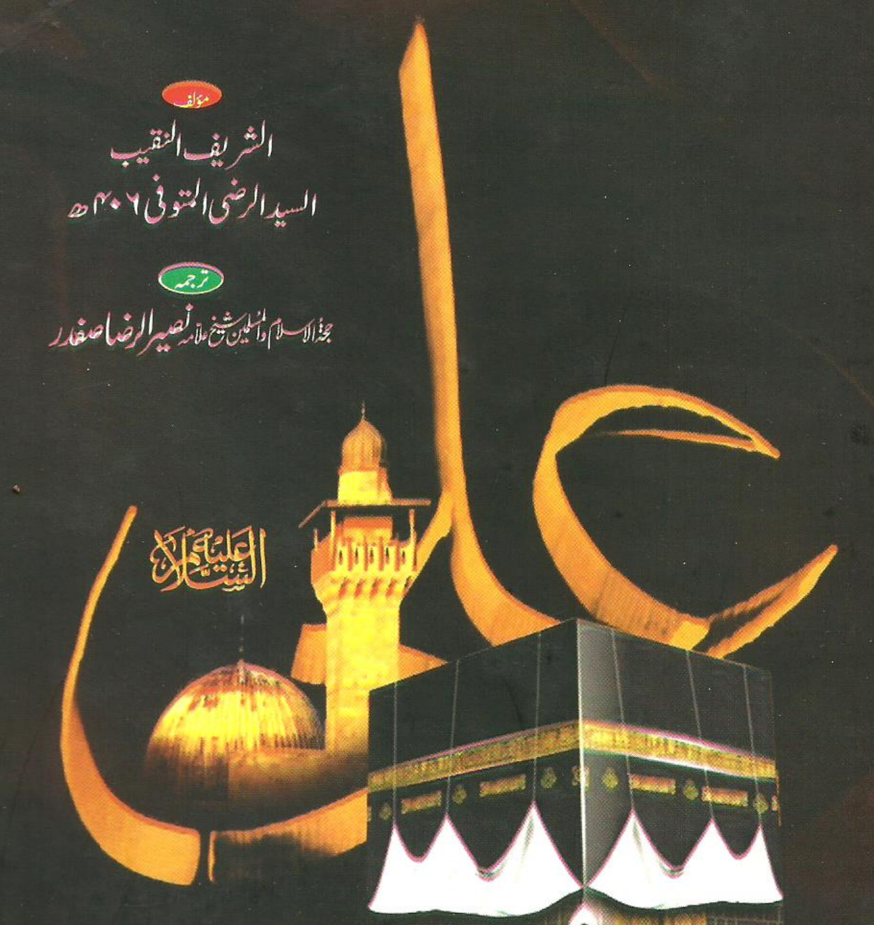
حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام

مؤلف

الشریف النقیب
السید الرضی المتوفی ۴۰۶ھ

ترجمہ

حجۃ الاسلام والمسلمین شیخ علامہ نصیر الرضا صفدر



ادارہ تعلیم و تربیت لاہور

خصائص امیرالمؤمنین

حضرت علی ابن ابی طالبؑ

مؤلف

الشریف النقیب
السید الرضی المتوفی ۴۰۶ھ

ترجمہ

حجۃ الاسلام والمسلمین شیخ علامہ نصیر الرضا صفدر

ادارہ تعلیم و تربیت لاہور

نام کتاب: خصائص امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسّلام

مؤلف: آیت اللہ العظمیٰ سید محمد رضی قدس سرہ الشریف

ترجمہ: حجۃ الاسلام علامہ نصیر الرضا صفدر مدظلہ العالی

تعداد: ایک ہزار

ناشر: ادارہ تعلیم و تربیت لاہور

قیمت:

﴿ملنے کا پتہ﴾

مکتبۃ الرضا

8۔بیسمنٹ میاں مارکیٹ غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور

042-37245166

حیدری کتب خانہ

اندرون کربلا گامے شاہ لوئر مال لاہور



فہرست مضامین

اظہارِ تشکر

سیّد سیراب حسین الحسینی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام حمد وشکر الہ ربّ محمدؐ، وآل محمدؐ کے لئے ہے کہ جس نے کائناتوں کو محمدؐ وآل محمدؐ کے صدقہ میں خلق کیا اور محمدؐ وآل محمدؐ کی نبوت وولایت کی وجہ سے اعمال قبول ہوتے ہیں اور آسمانوں کی طرف بلند ہوتے ہیں۔

جس پر قرآن شاہد ہے کہ اللہ پاک نے ان کو صراط ومیزان، حاکم یوم الدین بنایا کہ علیؑ ہی جنت وجہنم کے تقسیم کرنے والے ہیں۔

درود وسلام وصلواۃ ہو محمدؐ وآل محمدؐ پر کہ جن کی وجہ سے راستے صاف دیکھائی دیتے ہیں کیونکہ وہ روشن چراغ ہیں سراج منیر ہیں۔

یہ کتاب خصائص امیرالمومنینؑ جناب سیّد رضی (صاحب نہج البلاغہ) کی تالیف ہے جس کا ترجمہ بڑے اچھے انداز میں کردیا گیا ہے میں نے اس کی تصحیح کر دی۔ لیکن پھر بھی انسان سے غلطی ہوسکتی ہے اگر کسی قسم کی لفظی غلطی ہوئی ہو تو ادارہ کو مطلع کریں۔

ادارہ وتعلیم وتربیت بڑی جانفشانی سے عربی کتب کو اردو کے سلیس زبان میں ترجمہ کروارہے ہیں اللہ ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائیں۔

عبدعلیؑ
السیّد سیراب حسین الحسینی کلایا اورکزئی ایجنسی

عرض مترجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین الصلاۃ و السلام علی رسولہ الکریم و آلہٗ الطیبین الطاھرین اما بعد:

سید رضیؒ کی شخصیت کسی پر مخفی نہیں ہے موصوف صدیقۃ الکبریٰ حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی دعا کا ثمر ہے۔

میرے لئے یہ بہت بڑے شرف کی بات ہے کہ مجھے ایک ہزار پچیس سال سے زائد پرانی کتاب کا ترجمہ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

خداوندا میری اس سعی جمیلہ کو درجہ قبولیت عطا فرما اور اسے میری آخرت کے لئے توشہ قرار دے آمین۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف!

الاحقر

نصیر الرضا صفدر

مؤلف معظم آیت اللہ سید محمد رضی قدس سرہ کے مختصر حالات!

موصوف کا نام گرامی:

ابوالحسن محمد رضی المعروف شریف رضی!

موصوف کا سلسلہ نسب:

محمد رضی ابن ابو احمد طاہر ذوالمنقبتین حسین بن موسی ابرش بن محمد اعرج بن موسی المعروف ابوسبحہ بن ابراہیم اصغر بن امام موسی کاظم علیہ السلام۔

موصوف کی والدہ گرامی:

سیدہ فاطمہ بنت ابومحمد حسین ناصر صغیر بن ابوالحسین احمد بن محمد ناصر کبیر اطروش بن علی بن حسن بن علی اصغر بن عمر اشرف بن امام علی زین العابدین علیہ السلام

موصوف نجیب الطرفین سید تھے۔ آپ کے خاندان کا علم وحلم اور ادب وشاعری

میں بلند مقام تھا معجم الادباء جلد ۲ ص ۱۰۰ طبع دوم میں ہے کہ احمد بن ابراہیم ضبی وزیر ۳۹۹ھ بروجر میں فوت ہوئے انہوں نے وصیت کی کہ اُسے کربلا میں دفن کیا جائے' اُس کے بیٹے نے ابوبکر خوارزمی سے کہا جو حنفیوں کے بغداد میں بزرگ تھے۔ میرے لئے کربلا میں جگہ خرید کریں۔ ابوبکر نے موصوف کے والد ابواحمد سے کہا کہ اس بزرگوار نے اپنے جد کے جوار میں دفن ہونے کے لیے قیمتاً جگہ خرید کرنے کا کہا ہے لیکن میں قیمت نہیں لونگا۔ ان کا جنازہ براثا کی طرف اُٹھایا گیا جنازے کے ساتھ ابواحمد اور دوسرے شرفا اور فقہاء تھے نماز جنازہ ابواحمد اور ان کے اصحاب نے پڑھی جن کی تعداد پچاس کے قریب تھی پھر کربلا میں جنازہ لایا گیا اور وہاں دفن کر دیا گیا۔

موصوف نے طلباء کے لئے دینی درس گاہ بنام دار العلم کا قیام عمل میں لایا!

موصوف کے اساتذہ:

۱۔ ابوبکر محمد بن موسیٰ خوارزمی' ان سے مختصر طحاوی پڑھی۔

۲۔ ابوالحسن علی بن عیسیٰ نحوی' ان سے نحو پڑھی۔

۳۔ ابوالفتح عثمان بن جنی' ان سے مختصر جرمی' ایضاح تالیف ابوعلی فارسی اور عروض تالیف ابواسحاق زجاج اور قوافی تالیف اخفش پڑھی۔

۴۔ ابن سیرافی نحوی' ان سے نحو پڑھی۔

۵۔ ابن نباتہ صاحب خطب۔

۶۔ قاضی القضاۃ ابوالحسن عبدالجبار بن احمد ان سے شرح اصول خمسہ اور عمدۃ الاصول پڑھی۔

۷۔ ابو حفص عمر بن ابراہیم کنانی صاحب ابن مجاہد۔
۸۔ ابو اسحاق ابراہیم بن احمد بن محمد طبری مالکی۔ان سے جوانی میں قرآن مجید پڑھا۔
۹۔ شیخ الامۃ' فقیہ الطائفہ۔متکلم الطائفہ شیخ مفید محمد بن محمد بن نعمانؒ!

شرح ابن ابی الحدید جلد ۱ص ۱۳ طبع مصر میں ہے کہ:

فخار بن معد موسوی سے مروی ہے: شیخ مفیدؒ نے خواب میں دیکھا کہ سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا تشریف لے آئیں شیخ کرخ کی مسجد میں تھے۔بی بیؑ کے ساتھ دو چھوٹے بچے تھے بی بیؑ نے فرمایا۔یہ میرے حسنؑ اور حسینؑ ہیں انہیں فقہ کی تعلیم دو۔ان کی آنکھ کھل گئی اور خواب پر حیران ہو کر بیٹھ گئے۔صبح ہوئی فاطمہ بنت ناصر مسجد میں آئی اُس کے ساتھ اُن کے دو بیٹے محمد رضیؒ اور علی مرتضیٰؒ تھے جو کمسنی کے عالم میں تھے' شیخ کھڑے ہوئے انہیں سلام کیا' اُنھوں نے عرض کی شیخ یہ میرے بیٹے ہیں انہیں فقہ کی تعلیم دیں یہ سن کر شیخ رو دیئے اور اپنا خواب سنایا اور انہیں پڑھانے کی ذمہ داری قبول کی وہ پڑھے لکھے ایسے کہ دنیا میں ان کے آثار رہتی دنیا تک باقی رہیں گے!

۱۰۔ابو محمد ہارون بن موسیٰ تلعکبری۔اس کتاب میں موصوف نے ان سے ایک مولا امیر المومنین علیہ السلام کی حدیث روایت کی ہے جو آپؑ کی کمیل بن زیادؒ سے واقع ہوئی ہے۔

موصوف کے آثار علمی:

۱۔ نہج البلاغہ
۲۔ مجاز القرآن

۳۔ مجازات نبویہ
۴۔ حقائق التاویل
۵۔ زیادات فی شعر ابی تمام
۶۔ اخبار قضاۃ بغداد
۷۔ تعلیق خلاف الفقہاء
۸۔ تعلیق علی الایضاح لابی علی
۹۔ مادار بینہ و بین الصابی من الرسائل والشعر
۱۰۔ المختار من شعر الصابی
۱۱۔ المختار من شعر ابن الحجاج اس کا نام رکھا الحسن من شعر الحسین۔
۱۲۔ الرسائل الثلاثۃ
۱۳۔ سیرۃ والدہ الطاھر ابو احمد
۱۴۔ خصائص الائمہ
۱۵۔ خصائص امیر المومنین علیہ السلام

موصوف کی وفات:

موصوف نے چھ محرم ۴۰۶ھ بروز اتوار بغداد میں وفات پائی۔ وفات کے وقت ان کی عمر سنتالیس سال تھی اپنے ہی کرخ والے گھر میں دفن ہوئے لیکن سید بحر العلوم نے اپنی کتاب رجال میں تحریر کیا ہے کہ:

سید علم الہدیٰ مرتضیٰ اُن کے باپ اور بھائی کی قبریں ابراہیم مجاب کے مقبرہ میں ہیں یہ ابراہیم مجاب سید مرتضیٰ کے دادا اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

کے فرزند تھے۔سید حسن صدر کاظمی نے نزھۃ اہل الحرمین میں لکھا ہے کہ ابراہیم مجاب کی قبر امام حسین علیہ السلام کی قبر سے چھ ہاتھ کے فاصلے پر ہے اور یہ ابراہیم مجاب جب بھی مولا کی قبر اطہر پر سلام پڑھتے تو انہیں قبر سے جواب ملتا تھا جس کی وجہ سے ان کا نام ابراہیم مجاب ہو گیا!



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ تیرے دین کی حفاظت فرمائے اور تجھے عترت طاہرہ کی ولایت کے یقین میں تقویت بخشے۔آپ نے مجھ سے خواہش کی ہے کہ میں بارہ اماموں کی اخبار کے خصائص کی بابت کتاب لکھوں جواُن کے ایام اوراودار کے مطابق ہو جس میں ان کی ولادت' شہادت' مدفن کے بارے میں بیان تحریر کیا جائے' ان کی ماؤں کے نام اوران کی زیارت کی مختصر فضیلت تحریر کی جائے پھر پوچھے گئے سوالات کے جوابات دوں گا۔ان کی بابت ان کے اقوال اوران کی احادیث کے اسرار اورظواہر کوتحریر کروں گا اور کچھ وضاحت کے ساتھ ان کی بابت نص کو بیان کروں گا تا کہ جو دوست ہیں ان کی دوستی میں اضافہ ہو جائے اوران سے محبت کا بندھن شفاف ہو جائے اور ان کے دشمنوں کی آگ سے پردہ اُٹھ جائے۔ان کے دلوں سے غم دور ہو جائیں یہاں تک کہ ان کے انوار کی روشنی ان کی طرف پھیل جاتی ہے اوراس امر میں اختصار کافی ہے اور کثرت کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہمارے موالی اہل بیت طاہرین صلوت اللہ علیہم کے فضائل بے شمار ہیں! کوئی بھی ان کی حد بندی نہیں کرسکتا! میرا عقیدہ ہے کہ یہ ہستیاں اسلام کی محکم دیواریں' اندھیروں میں روشنی دینے والے' اللہ تعالیٰ نے ان کا مقام لوگوں کے سامنے بیان کیا' جن کے فضائل تک لوگوں کی زبانوں اور ہاتھوں کی پہنچ نہیں ہے۔جنہیں ساری مخلوق میں ممتاز حیثیت بخشی جن میں کسی قسم کا عیب اور عارنہیں ہے جو جہالت اور گمراہی سے پاک ہیں' جن پر خواہشات کا کوئی اثر نہیں ہے۔ان کا نسب پاک ہے۔ان کے دشمنوں نے عناد کی وجہ سے ان

کی معرفت کو چھپایا اور مغالطہ کا شکار ہوئے۔ انہوں نے دشمنی کا پودا لگایا اور اسی کے راستہ پر گامزن ہوئے یہ سب کچھ انہوں نے دنیا کی خواہش میں کیا ہے جو گزرگاہ ہے جس کی نعمتیں باقی رہنے والی نہیں ہیں جس کی خوشیاں مثل اندھیرے کے ہیں؛ جس کی ضیاء اور روشنی اڑ جانے والی ہے اس کا ہر دن قیامت کے قریب جا رہا ہے اور ان کے دشمنوں کے پاس آخرت کے لئے زادراہ نہ ہے پھر وہ وہاں چلے جائیں گے جہاں پر وہی پائے گا جو اُس نے دنیا میں کیا ہوگا اور جس کسی نے برائی کی ہوگی تو اُس کے اور جنت کے درمیان بڑا فاصلہ پڑ جائے گا۔ پس میں نے آپ کی التماس کو قبول کیا لیکن زمانے کی مصروفیات اور حوادث کے باوجود میں اِس مقصد کو پورا کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا میں نے کمر ہمت باندھی اور اپنی نیت کو پکا کیا۔ میں روز عرفہ ۳۸۳ھ کی شب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اور امام محمد تقی علیہ السلام کی زیارت کے لئے کاظمین کی طرف چلا اُس وقت میری ایک شخص سے ملاقات ہوئی جس کا ارادہ میرے اوصاف پہ انگلی اُٹھانا اور میری اچھائیوں کو چھپانا تھا اُس نے مجھ سے پوچھا کہ کہاں جانے کا ارادہ ہے میں نے اپنے ارادہ سے اُسے آگاہ کیا تو اُس نے مجھے کہا: یہ کیسے ہوا یعنی موسویوں کی اکثریت ایک راستہ پر چلتے ہیں۔ جو ان سے رابطہ کاٹتے ہیں اور ان سے برداشت کرتے ہیں وہ جانتا تھا کہ میرا مذہب امامیہ ہے اور اِسی پر میرا عقیدہ ہے وہ میرے دین اور عقیدہ پر تنقید کرنے لگا۔ میں نے اُس وقت کے تقاضہ کے مطابق اُسے جواب دیا اور میں نے اپنے ارادہ پُرعزم بنایا کہ اپنے مذہب کا اعلان کرتے ہوئے اِس کتاب کو لکھوں گا تا کہ جو دشمن میرا عیب واضح کرنا چاہتا

ہے اُس کی بات رد ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد کے ساتھ میں نے اِسے لکھنا شروع کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ گمراہیوں سے نکالنے والا ہے اور ہدایت کی راہنمائی کرنے والا ہے وہ بلند ہے بہترین وکیل' بہترین مولا اور بہترین مددگار ہے۔



مولا امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے خصائص

امیر المومنین علیہ السلام خانہ کعبہ میں تیرہ رجب ۳۰ عام الفیل کو پیدا ہوئے' آپ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہؑ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف ہے' آپ پہلے ہاشمی ہیں جو سلسلہ نسب میں نجیب الطرفین ہیں' آپؑ کے علاوہ کوئی خانہ کعبہ میں پیدا نہیں ہوا' آپ کوفہ میں ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ شب جمعہ شہید ہوئے۔ صحیح روایت کے مطابق اُس وقت آپؑ کی عمر ۶۳ سال تھی' آپؑ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ۳۳ سال رہے' رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ۳۰ سال تک زمین میں حجت خدا رہے' آپؑ کی انگوٹھی سرخ عقیق کی تھی ان کا نقش اللہ الملک وعلی عبدہ تھا' بعض نے کہا ہے کہ اس کا نقش الملک للہ تھا' آپؑ کے مدفن کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ مقام رحبۃ القضاء میں ہے' بعض نے کہا ہے کوفہ کے دارالامارہ میں ہے' بعض نے کہا ہے کہ آپ کے تابوت کو مدینہ منورہ لے گئے تھے صحیح قول کہ جس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے وہ یہ ہے کہ آپؑ کوفہ کے قریب نجف میں دفن ہوئے جسے غری کہتے ہیں اِس پر دلیل یہ ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے منصور عباسی کے پاس جاتے ہوئے اِس جگہ پر آپ کی زیارت کی تھی!

آپؑ کی زیارت کی فضیلت:

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آباء سے' رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: **من زار علیا (علیہ السلام) بعد وفاته فله الجنة** (جو حضرت علی علیہ السلام کی وفات کے بعد اس کی زیارت کرے گا اُس کے لئے جنت ہے) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ان ابواب اسماء لقفتح عند دعاء الزائر امیر المومنین علیہ السلام

(جب امیر المومنین علیہ السلام کی زیارت کرنے والا دعا مانگتا ہے تو اُس کیلئے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں)۔

پھر فرمایا: جو امیر المومنین علیہ السلام کی زیارت کو ترک کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کی طرف نظر نہیں کرتا ہے۔ بے شک امیر المومنین علیہ السلام تمام آئمہؑ سے افضل ہیں' آپ کا ثواب سب آئمہؑ کے ثواب جتنا ہے اور سب آئمہؑ کے اعمال کے برابر آپؑ کو فضیلت حاصل ہے!

آپؑ کی امامت پر نص کے لئے احتجاج میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

شیعہ بہت زیادہ ہو گئے ہیں۔ ان کی تعداد بے شمار ہو گئی ہے' کسی ایک شہر میں نہیں ہیں' کئی شہروں میں ہیں۔ جگہ جگہ پر ہیں۔ مشرق و مغرب میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ہر خشکی اور تری میں موجود ہیں' ان کے اوطان مختلف ہیں۔ گھر دور دراز ہیں۔ ان کے اولادے اور خواہشات ایک جیسی نہیں ہیں۔ ان کی باتیں اور آراء ایک جیسی نہیں ہیں' شک و شبہ والے اسباب منفی ہیں اس کے باوجود ان کی تعداد بہت زیادہ ہے اور اہل بیت نبیؐ ان کی ذریت اصحاب اور ماننے والے بہت زیادہ ہیں۔ سب نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تواتر کے ساتھ احادیث کو نقل کیا ہے اور بتایا ہے کہ آپؐ نے امیر المومنین علیہ السلام کو اپنی وفات کے بعد اپنا خلیفہ معین کیا تھا' اس پر نص قائم کی تھی اور فرمایا تھا کہ دینی امور میں

اس کی اطاعت واجب ہے۔ آپؐ نے اِس بات کو کھلم کھلا بیان کیا تھا۔ اس حدیث کو یقینی علم کے طور پر قبول کرنا واجب ہے۔ اگر کہنے والا کہے کہ اب شیعہ بہت زیادہ ہو گئے ہیں پہلے تو بہت کم تعداد میں تھے؟ اُسے کہا جائے کہ اِس سے کیا فرق پڑتا ہے اس طرح تو ملحد (لادین) کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے نبیؐ کی نشانیاں بھی صحیح نہیں ہیں کیونکہ صدر الاسلام میں انہیں نقل کرنے والے بہت کم تھے جواب زیادہ ہو گئے ہوں پس ان دونوں باتوں میں کیا فرق ہے؟!

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نص پر بیان کیے گئے اشعار!

غدیر خم کے مقام پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کی ولایت اور امامت کا اعلان کیا جس کی شعراء میں سے حسان بن ثابت انصاری نے اپنے اشعار میں منظر کشی کی ہے:

يناديهم يوم الغدير نبيهم　　بخم واسمع بالرسول سناديا

فقال ضمن مولاكم ووليكم　　فقالوا ولم يبدوا هناك التعاديا

انهك مولانا و انت ولينا　　ولم ترمنا فى المقالة عاصيا

فقال له قم يا على فانى　　رضيتك من بعدى اماما وهاديا

فمن كنت مولاه فهذا وليه　　فكونوا له انصار صدق مواليا

هناك دعا اللهم والى وليه　　وكن للذى عادى عليا معاديا

(رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم کے دن اپنے اصحاب کو

آواز دی' منادی نے کہا: آپ کی بات کو سنو کہ وہ آپ کہہ رہے ہیں میرے بعد تمہارا مولا اور ولی کون ہے سب نے کہا جبکہ ان کے ساتھ ابھی معاہدہ ظاہر نہ ہوا تھا آپؐ کا خداوند ہمارا مولا اور آپؐ ہمارے ولی ہیں اور آپؐ نے ہمیں اپنی ولایت کے قبول کرنے میں نافرمان نہیں پایا۔ آپؐ نے فرمایا: اے علیؑ اُٹھو میں اپنے بعد تجھے امام اور ہادی بنانے پر راضی اور خوش ہوں پس جس کا میں مولا اُس کا یہ مولا ہے۔

تم صدق دل سے اس کی مدد کرو' اور اِسے مولا جانو! اس کے بعد آپؐ نے دعا فرمائی: اے اللہ اس کے دوست کو دوست رکھ۔ اور جو اس سے دشمنی کرے تو بھی اُس سے دشمنی کر۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسان سے فرمایا: اے حسان جب تک تو زبان سے ہماری نصرت اور مدد کرتا رہے گا روح القدس کی تائید تیرے شامل حال رہے گی۔

اس کے علاوہ قیس بن عبادہ کے اشعار ہیں جو اُس نے اُس وقت کہے جب امیر المومنین علیہ السلام بصرہ سے واپس آئے۔ اُس نے ایک قصیدہ لکھا جس کی ابتداء یہ ہے:

قلت لما بغی العدو علینا حسبنا ربنا و نعم الوکیل

حسبنا ربنا الذی فتح البصرة بالامس والحدیث طویل

(جب ہم پر دشمن نے بغاوت کی تو میں نے کہا: ہمارے لئے ہمارا پروردگار کافی ہے اور وہ بہترین وکیل ہے

ہمارے لئے ہمارا پروردگار کافی ہے جس نے بصرہ کو کل ہمارے لئے فتح

فرمایا اور حدیث جو اس کی بابت ہے وہ طویل ہے!)

پھر کہا:

وعلی امالنا و امام لسوانا اتی به التنزیل

یوم قال ابنی من کنت مولاه فهذا مولاه خطیب جلیل

انما قاله النبی علی الامة حتم ما فیه قال و قیل

(حضرت علی علیہ السلام ہمارے امام ہیں اور ہمارے علاوہ سب لوگوں کے امام ہیں...... اس کے بارے میں غدیر خم کے دن آیت نازل ہوئی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: من کنت مولاہ فہذا علی مولاہ جس کا میں مولا اس کا علیؑ مولا ہے یہ ایک جلیل القدر خطیب نے کہا ہے۔ یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اور امت کے لئے حتمی ہے جو کہا ہے اور جو کہا گیا ہے۔)

یہ دونوں شاعر صحابی رسولؐ ہیں جنہوں نے امیر المومنین علیہ السلام کی امامت کی گواہی دی ہے۔ ایسی گواہی ہے جو موقع پر موجود تھے!

ان کے علاوہ کمیت بن زید اسلامی ہے جس کی فصاحت اور عربی کی معرفت میں شک وشبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے اُس نے کہا:

ویوم الدوح دوح غدیر خم ابان له الولایة لو اطیعه

ولکن الرجال تبایعوها فلم ار مثلها خطرا منیعاً

(غدیر خم کے دن اس کی ولایت ظاہر اور واضح ہو کہ اس کی طاعت کرو۔)

لیکن لوگوں نے اُس کی ولایت کی بیعت کی پس اس ولایت کی بیعت کا مثل دیکھا نہیں گیا جس میں کسی کے حق کو ضائع کیا گیا ہے۔)

(تذکرہ ابن جوزی میں ہے کہ خطرا منیعا کے بعد اُس نے کہا: لهذا قصة

عجیبة (اس کا عجیب واقعہ ہے) ہمیں شیخ عمرو بن صافی موصلیؒ نے خبر دی کہ بعض نے ان اشعار کو پڑھا اور سوچتے سوچتے سو گیا خواب میں حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا آپ نے کہا کمیت کے اشعار سنا اُس نے سنائے جب خطر امعیا پر پہنچا تو حضرت علی علیہ السلام نے ایک اور شعر پڑھا جو یہ تھا۔

فلم از مثل خاک الیوم یوما الم ار مثلہ حقا اضیعا

(اُس دن جیسا کوئی دن نہیں دیکھا' اُس جیسا کوئی حق نہیں دیکھا جسے ضائع کر دیا گیا ہے وہ حیران و پریشان نیند سے بیدار ہو گیا)

سید محمد حمیری جس کی فصاحت و بلاغت کے میدان میں نظیر نہیں ہے اُس نے اپنے مشہور قصیدہ میں لکھا ہے:

قالوا لہ لو شئت اعلمتنا الی من الغایة والمغزع

مقام فی الناس النبی الزی کان بما قیل لہ یصدع

و قال مامور و فی کفہ کف علی لھم تلمع

من کنت مولاہ فھذا لہ مولی فلم یرضوا ولم یقنعوا

انہوں نے اُسے کہا:

اگر تم چاہتے تو ہمیں بتاتے کہ اس مسئلہ کی انتہاء اور جائے پناہ کیا ہے؟ پس لوگوں میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُٹھے اور انہوں نے وہ فرمایا جس کا انہیں حکم دیا گیا تھا ان کے ہاتھ میں علی کا ہاتھ تھا اور فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ مولا ہے۔ پس وہ اِس پر خوش نہ ہوئے اور اس پر قناعت نہ کی)

یہ اشعار ایک حدیث کی ترجمانی کر رہے ہیں جس کے مفہوم کی میں نے حدیث سنی ہے۔ کہا گیا ہے کہ زیدؒ بن موسیٰ کاظم علیہ السلام اُس نے رسول

خدا (ص) کو خواب میں دیکھا وہ تشریف فرما تھے۔ آپؐ کے پاس امیر المومنین علیہ السلام اونچی جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے اور وہاں کئی چراغ روشن تھے۔ ایک شاعر نے سید اسماعیل بن محمد حمیری کا قصیدہ پڑھا جس کی ابتداء میں تھا:

لام عمرو باللوی مربع　　طامۃ اعلامہ بلقع

(ام عمرو کا ایک بچہ موسیٰ کے ذریعہ سے ہے جس نے ویرانے میں اُس کو افشانہ ہونے دیا اور اُس کے اثر کو مٹا دیا)

آخر میں کہا:

قالوا لہ لو شئت اعلمتنا　　الی من الغایۃ والمفزع

(انہوں نے اُسے کہا کہ اگر تو چاہے تو ہمیں پتہ دے کہ ہمارے معاملات کی انتہاء اور ہماری چیخ وپکار کا ملجا وماویٰ کون ہے؟)

اب رسول خدا (ص) نے امیر المومنین علیہ السلام کی طرف دیکھا اور مسکرائے! آپؐ نے تین دفعہ فرمایا کہ کیا میں نے انہیں آگاہ نہیں کیا ہے۔ پھر زیدؓ سے فرمایا: جتنے چراغ تھے ان کی مقدار تو ایک ایک سال زندہ رہے گا' راوی کہتا ہے میں نے چراغ گنے تو ننیانوے تھے اور زید ننیانوے سال زندہ رہا۔ اس زید کا لقب زید النار تھا' اس کی وجہ یہ تھی کہ جب اُس نے بصرہ کو مغلوب کیا تو وہاں کے ایک شخص کو جلا دیا اور کئی شہروں کو بھی جلایا!

(یہ زید کا واقعہ مشہور نہیں ہے بلکہ معروف وہ ہے جو بحار الانوار باب مدائح الصادق علیہ السلام میں ہے وہ یہ کہ: میں نے اپنے بعض اصحاب کی تالیفات میں دیکھا ہے انہوں نے اپنی اسناد کے ساتھ سہیل بن ذبیان سے روایت کی ہے اُس نے کہا: میں امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا

اُس وقت امامؑ کے پاس پہلے سے موجود کوئی شخص نہ تھا امامؑ نے فرمایا: اے ابن ذبیان یہ وقت تیرے لئے مبارک ہو۔ میرا ایلچی تمہارے پاس جانے والا ہی تھا۔ میں نے عرض کی وہ کس لئے؟

امامؑ نے فرمایا: تجھے اُس خواب کی اطلاع دینے آ رہا تھا جو میں نے آج صبح دیکھا ہے؟ میں نے عرض کی: اچھا ہے ان شاء اللہ! امام نے فرمایا: اے ابن ذبیان میں نے سیڑھی دیکھی جس کے ساتھ سو چراغ تھے اور میں اوپر کی طرف چڑھا' میں نے کہا: میرے مولا آپ کو لمبی عمر مبارک ہو؟ آپ ہر چراغ کی مناسبت سے زندہ رہیں گے سو چراغ تھے گویا سو سال عمر پائیں گے! امام نے فرمایا: ماشاء اللہ! پھر فرمایا: جب اوپر چڑھا تو دیکھا گویا میں سبز قبہ کے اندر داخل ہو گیا ہوں جس کا باہر والا حصہ اندر سے نظر آ رہا تھا اور اندر والا حصہ باہر سے نظر آ رہا تھا اور میں نے وہاں اپنے جد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تشریف فرما دیکھا آپؐ کے دائیں بائیں دو جوانوں (امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام) کو دیکھا جن کے چہروں سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں میں نے ایک خوبصورت خاتون (سیدہ فاطمہ علیہا السلام) اور خوبصورت شخص (حضرت علی علیہ السلام) کو دیکھا ان کے آگے ایک شخص کھڑا تھا جو یہ قصیدہ پڑھ رہا تھا: لام عمرو باللوی مربع ...... مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا: اے علیؑ بن موسیٰؑ اپنے باپ' ماں فاطمہ اپنے دونوں باپ حسن اور حسین علیہم السلام پر اور ہمارے شاعر اور مداح خوان سید اسماعیل حمیری پر سلام کرو۔ میں سلام کر کے بیٹھ گیا' آپؐ نے فرمایا دوبارہ سے بیان کرو اُس نے پڑھا لام عمرو...... رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روئے' جب اُس نے کہا کہ ووجهه كالشمس اذ تطلع (اس کا

چہرہ سورج کی طرح ہے جب وہ طلوع ہوتا ہے) اس پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روئے آپؐ کے ساتھ دوسرے بھی روئے جب اُس نے کہا کہ قالوا له لو شئت اعلمتنا تو اُس وقت آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: خداوندا تو گواہ رہ کہ میں نے انہیں ان کے معاملات کی نہایت اور چیخ و پکار کے ملجاو ماویٰ کے بارے میں بتادیا ہے اور وہ علیؑ ابن ابی طالبؑ ہے جب وہ قصیدہ پڑھ چکا تو آپؐ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے علیؑ بن موسیٰؑ ! اِس قصیدہ کو یاد کرو اور ہمارے شیعوں کو اس کے یاد کرنے کا حکم دو اور انہیں بتا کہ جو اسے یاد کرے گا اور ہمیشہ پڑھتا رہے گا میں اس کی جنت کا ضامن ہوں امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا میں اس کا تکرار کرتا رہا یہاں تک کہ وہ مجھے یاد ہوگیا۔)

یہاں مناسب ہے کہ وہ جواب دیا جائے جو مجھے اچھا لگا ہے جو بعض متقدمین شیعہ نے بیان کیا ہے!

جب کسی نے سوال کیا کہ حضرت علی علیہ السلام گھر میں بیٹھ گئے اور اپنے امر (خلافت) کو طلب نہ کیا اور لوگوں کو اپنی طرف نہ بلایا؟ وہ یہ ہے کہ اُس امر میں اللہ تعالیٰ کے فرائض تھے جو رسول خدا (ص) نے اپنی امت کے سامنے بیان کیے جیسے نماز روزہ زکوٰۃ اور حج ان فرائض کی بابت وہ لوگوں کو اپنی طرف دعوت نہیں دے سکتے تھے اور اُس کی طلب کے لئے لوگوں کو آمادہ نہیں کر سکتے تھے بلکہ ان لوگوں پر واجب تھا کہ وہ ان اعمال کے بجالانے میں جلدی کرتے۔ اس معاملہ میں حضرت علی علیہ السلام کے پاس حضرت ہارون علیہ السلام سے زیادہ عذر تھا کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام چند راتوں کے لئے طور پر گئے تو حضرت

ہارون علیہ السلام سے فرمایا: اخلفنی فی قومی واصلح ولا تتبع سبیل المفسدین (اعراف آیت ۱۴۲) (میری قوم میں میری خلافت لے ان کی اصلاح کرنا اور فساد پھیلانے والوں کے راستہ کی پیروی نہ کرنا) اُس نے اُسے اپنی قوم پر رئیس قرار دیا' ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو اس امت کے لئے علم معین کیا۔ لوگوں کو اس کی طرف دعوت دی اور لوگوں کو اس کی اطاعت کا حکم دیا بس حضرت علی علیہ السلام کے پاس عذر ہے کہ وہ گھر میں بیٹھ گئے اور لوگوں سے دور ہو گئے جبکہ لوگ ھرج مرج کا شکار ہوئے اور انہوں نے اُسے گھر سے نکالا' مشورے لئے اور اُسے اُس جگہ پر بٹھایا جس جگہ پر اُسے رسول خدا (ص) بٹھا کر گئے تھے۔

حضرت علی علیہ السلام کے دلائل!

آپ کے دلائل مختصر طور پر بلکہ بعض پر اکتفا کرتے ہیں' پس اگر میں اُن میں سے کچھ کو بیان کردوں تو لوگ مجھے ایک ہاتھ کے ساتھ ایک کمان سے ماریں' اسی طرح تمام آئمہ علیہم السلام کے اخبار میں ہے:

مروی کہ:

امیر المومنین علیہ السلام مسجد میں تشریف فرما تھے' دو شخص جھگڑتے ہوئے آئے اور انہوں نے اپنا مقدمہ پیش کیا' ان میں سے ایک خارجی تھا' امامؑ نے خارجی کے خلاف فیصلہ دیا' خارجی نے کہا: خدا کی قسم! آپ نے برابری کی بنیاد پر فیصلہ نہیں کیا اور نہ ہی اِس فیصلے میں انصاف کیا ہے' یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے پس امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: اور ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کیا:

اے گھٹیا' دشمن خدا! وہ سیاہ رنگ کا کتا بن گیا' حاضرین میں سے ایک نے کہا: خدا کی قسم ہم نے اُس کے کپڑے ہوا میں اڑتے ہوئے دیکھے' وہ امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے دم ہلانے لگا' اُس کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے' ہم نے امیر المومنین علیہ السلام کو دیکھا کہ آپؑ کو اُس پر ترس آیا' آپؑ نے آسمان کی طرف منہ کیا اور بولنے کے لئے ہونٹوں کو حرکت دی جسے ہم نے نہ سنا۔ پس خدا کی قسم! ہم نے دیکھا کہ وہ دوبارہ سے انسان بن گیا۔ اُس کے کپڑے ہوا سے واپس کر اُس کے کندھوں پر آ گرے' ہم نے دیکھا وہ مسجد سے باہر نکلا اس حال میں کہ اُس کے قدم لڑکھڑا رہے تھے' ہم حیران پریشان امیر المومنین علیہ السلام کی طرف دیکھنے لگے' آپؑ نے فرمایا: تم حیران ہو کر کیوں دیکھ رہے ہو' ہم نے عرض کی: اے امیر المومنینؑ! ہم کیونکر حیران نہ ہو۔ اس لئے کہ ہم نے وہ دیکھا ہے جو آپؑ نے کر دکھایا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے ہو کہ آصف بن برخیا جو حضرت سلیمان بن داود علیہ السلام کا وصی تھا اُس نے بھی اِس واقعہ کے قریب قریب کرشمہ دکھایا تھا' اللہ تعالیٰ نے اُس کے واقعہ کو قرآن مجید میں بیان کیا ہے؟

ایکم یاتینی بعرشھا قبل ان یا تونی مسلمین ٥ قال عفریت من الجن انا آتیک به قبل ان تقوم من مقامک و انی علیه لقوی امین قال الذی عنده علم من الکتاب انا اتیک به قبل ان یرتد الیک طرفک ' فلما رآه مستقرا عنده قال ھذا من فضل ربی لیبلونی أ اشکرام اکفر. (نمل ۳۷ تا ۴۰)

(تم میں سے کون اس کا تخت میرے لئے لائے گا بیشتر اس کے کہ وہ

فرمانبردار ہو کر میرے پاس آئیں۔ عفریت جن نے کہا تمہارے اپنی جگہ سے کھڑا ہونے سے پہلے میں لے آؤنگا اس پر مجھے طاقت ہے اور میں امین ہوں اور جس کے پاس کتاب کا کچھ علم تھا اُس نے کہا میں تمہاری چشم زدن میں اُسے لے آتا ہوں جب اُس نے اُسے اپنے سامنے دیکھا تو کہا یہ میرے پروردگار کا فضل ہے تاکہ وہ مجھے آزمائے کیا میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں یا کفران نعمت کرتا ہوں) پس اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارا نبیؐ زیادہ صاحب شرف ہے یا حضرت سلیمان علیہ السلام؟

انہوں نے کہا: ہاں! ہمارے نبیؐ زیادہ صاحب شرف ہیں! امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

تمہارے نبیؐ کا وصیؑ زیادہ صاحب شرف ہے یا حضرت سلیمان علیہ السلام کا وصی؟ ہمارے نبیؐ کا وصیؑ حضرت سلیمان علیہ السلام کے وصی سے زیادہ صاحب شرف ہے کیونکہ حضرت سلیمانؑ کے وصی کے پاس اسمائے اعظم میں سے ایک صرف تھا جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے زمین کو دھنسا دیا اور وہ چشم زدن میں تخت بلقیس لے آیا!

ہمارے پاس ۷۲ اسم اعظم ہیں۔ ۷۳ اسم اعظم اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں وہ آخری ایک کسی کے پاس نہیں ہے۔ انہوں نے کہا: اے امیر المومنینؑ! جب ایسا ہے تو معاویہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے اصحاب کی کیا ضرورت تھی اور لوگوں کو دوسری بار اُس سے جنگ کے لئے کیوں لے گئے تھے؟!

امام نے فرمایا: بل عباد مکرمون لا یسبقونه بالقول وهم بامره یعملون (انبیاء آیت ۲۷) (بلکہ اللہ کے عزت دار وہ بات میں پہل نہیں

کرتے حالانکہ وہ اُس کے امر کے مطابق عمل کرتے ہیں) میں نے ان لوگوں کو اس لئے بلایا تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا جیسے چاہتا ہے امتحان لے لیتا ہے' انہوں نے کہا: ہم اُٹھے' امامؑ نے جو دکھایا ہم نے ان کی تعظیم بجالائی۔

حمیری نے احمد بن محمد سے' جعفر بن محمد بن عبید اللہ سے' عبداللہ بن میمون سے جعفرؑ بن محمدؑ سے' اپنے باپ سے' اپنے آباء علیہم السلام سے مروی ہے کہ:

امیر المومنین علیہ السلام اپنے اصحاب کے ساتھ سر زمین کربلا سے گزرے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے پھر فرمایا: یہاں پر اُن کی سواریاں رکیں گی' یہاں پر ان کی مد مقابل سے ملاقات ہوگئی' یہاں پر ان کا خون بہایا جائے گا' وہ خاک خوش نصیب ہے جس پر اُس کے دوستوں کا خون بہایا جائے گا۔

اصبغ بن نباتہ سے' عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے: حضرت عمر کے دور میں ایک شخص کے آذر بائی جان کے علاقے میں مویشی تھے' اُس پر دشواری پیدا ہوگئی وہ اُس طرف جانے سے روک دیا گیا اُس نے حضرت عمر سے شکایت کی اور بتایا کہ میری روزی کا ذریعہ ہے' حضرت عمر نے کہا تم وہاں جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو' اس شخص نے کہا: میں نے بہت زیادہ دعائیں کی ہیں لیکن کچھ بن نہیں پایا پس اُس نے ایک رقعہ لکھ دیا جس میں لکھا:

امیر المومنین عمر کی طرف سے جن اور شیاطین کی طرف ہے: تم اس کے مویشیوں کے سامنے عاجزی اختیار کرو اور انہیں چھوڑ دو! اُس شخص نے رقعہ لیا اور چل پڑا۔ اُسے بہت غم و اندوہ تھا اُس کی امیر المومنین علی علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ اُس نے جو ہوا تھا اُس نے آگاہ کیا' امامؑ نے فرمایا: مجھے اُس

ذات کی قسم جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور صبح کو پیدا کیا وہ پھر سے تیرے ساتھ وہی کچھ کریں گے! پس میرا دل مطمئن ہو گیا...... میں پہاڑ کی طرف سے آنے والے کا انتظار کرنے لگا' مجھے ایک شخص نظر آیا جس کے چہرے سے شجاعت نظر آئی۔ میں جلدی سے اُس کے پاس گیا اور کہا کہ آپ کے پیچھے کیا ہے اُس نے کہا...... میں اُس جگہ گیا اور وہاں رقعہ پھینکا جس سے مجھ پر حملہ ہوا' مجھ میں مقابلہ کی طاقت نہ رہی۔ ایک نے مجھے تیر مارا جو میرے چہرے پر لگا۔ میں نے کہا: خدا تو ہی میرے لئے کافی ہے میری مدد کرنا' انہوں نے مجھ پر سختی کی کیونکہ وہ مجھے مارنا چاہتے تھے وہ چلے گئے اور میں زمین پر گر گیا۔ میرا بھائی مجھے اٹھا لے گیا مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ میرا علاج کروایا جس سے میں ٹھیک ہو گیا' میں نے حضرت عمر کو چہرے پر موجود زخم کا نشان دیکھایا' اُس نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے تو نے میرا رقعہ نہیں دیا ہو گا۔ اُس شخص نے قسم کھائی اور کہا: خدا کی قسم **لا الـه الا هو** اور اِس قبر والے کی قسم کھائی کہ میں نے آپ کا رقعہ پیش کیا تھا پس میں امیر المومنین علیہ السلام کی طرف گیا تو آپ مسکرائے اور کہا: کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا' اب امام نے فرمایا وہاں جاؤ اور جب کوئی نظر آئے تو یہ دعا پڑھے:

اللهم انی اتوجه الیک نبیک نبی الرحمة و اهل بیته الـذین اخترتهم علی علم علی العالمین اللهم لین لی صعوبتها و حـزنتهـا و اکـفـنـی شـرهـا فانک الکافی المعافی و الغالب القاهر.

وہ شخص چلا گیا۔ اگلے سال بہت زیادہ مال لے کر امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں آیا۔ امامؑ نے فرمایا واقعہ تو بتاتا ہے یا میں تجھے بتاؤں؟ اُس نے

عرض کی اے امیر المومنینؑ آپ بتائیں امامؑ نے فرمایا: تو اُس طرف گیا اور وہ تیرے سامنے ذلت ورسوائی کے ساتھ پیش آئے تو نے ایک ایک کے ماتھے سے پکڑ کر انہیں بچھاڑ دیا!

اُس نے کہا: اے امیر المومنینؑ آپ نے صحیح فرمایا گویا اُس وقت آپ میرے ساتھ تھے اب جو کچھ آپ کی خدمت کے لئے لے آیا ہوں اُسے قبول فرمائیں امامؑ نے فرمایا: اِس مال کو لے جا اللہ تعالیٰ اِس میں برکت ڈالے گا' حضرت عمر کو پتہ چلا تو انہیں بہت افسوس ہوا یہاں تک کہ ان کے چہرے سے غم کے آثار ظاہر ہونے لگے' وہ شخص چلا گیا' وہ شخص ہر سال حج کے لئے آتا۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے بہت مال دیا!

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

جس شخص کو مال' اہل' اولاد' فرعونیوں کی بابت کوئی مشکل درپیش ہو وہ اس دعا کو پڑھے انشاء اللہ اُس کا خوف اور مشکل دور ہو جائے گی اور اِس کے ذریعہ اُسے تقویت حاصل ہوگی۔

مروی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد مدینہ میں ایک محفل میں تشریف فرما تھے۔ ایک شخص آیا اور اُس نے عرض کی کہ میں ایک عرب ہوں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا' میں نے دریافت کیا کہ آپ کا قرض چکا اور وعدے پورے کرنے والا کون ہے؟ مجھے آپ کا بتایا گیا ہے۔ کیا یہ بات درست ہے؟ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: ہاں میں ہی آپؐ کی وفات کے بعد آپ کے وعدے پورے کرنے والا اور آپؐ کا قرض چکانے والا ہوں۔ آپؑ نے کہا وعدہ کیا تھا؟ اُس

نے عرض کی آپؑ نے مجھ سے ایک سو سرخ اُونٹ دینے کا وعدہ کیا تھا!

آپؑ نے مجھے کہا تھا کہ اگر میری وفات ہو جائے تو اُس کے پاس جانا جو میرے قرض چکانے والا اور میرے بعد میرا خلیفہ ہوگا پس مجھے آپ کی طرف بھیجا گیا ہے' آپ وعدہ پورا کریں۔ امیر المومنین علیہ السلام اُٹھے اور اپنے بیٹے سے کہا: اے حسنؑ! حسنؑ بھی اُٹھ کھڑے ہوئے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: جاؤ رسول اللہ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فلاں چھڑی اٹھا لو اور جنت البقیع میں چلے جاؤ۔ فلاں پتھر پر تین دفعہ چھڑی کو مارنا اور وہاں سے جو نکلے اُسے دیکھنا وہ اس شخص کے ہاتھ دے دینا۔ اِسے کہا کہ جو دیکھے اُسے چھپائے رکھے' امام حسن علیہ السلام وہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چھڑی لے کر گئے۔ جیسا حکم ملا تھا ویسا کیا' اُس پتھر سے اونٹ کا سر نکلا اُس کے ساتھ مہار بھی تھی' امامؑ حسن علیہ السلام نے مہار کھینچی اونٹ باہر نکل آیا' اُس کے پیچھے اونٹوں کی قطار نکلنے لگی یہاں تک کہ ایک سو اونٹ نکل آئے اس کے بعد پتھر پھر سے بند ہو گیا امام نے اونٹوں کی مہار اُسے دی اور اِس راز کو چھپانے کا کہا۔ اُس نے اونٹوں کی قطار دیکھ کر کہا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا اور آپؑ کے باپ نے بھی سچ فرمایا وہ آپؑ کے قرض چکانے والا اور وعدے پورے کرنے والا ہے اور آپؑ کے بعد اِس امت کے امامؑ وہی ہے۔

رحمة الله وبر كاته عليكم اهل البيت انه حميد مجيد

مروی ہے کہ:

امیر المومنین علیہ السلام ستر آدمیوں کے ہمراہ صفین سے آ رہے تھے ایسی سرزمین پر پہنچے جہاں دور دور تک پانی نہیں تھا۔ انہوں نے کہا اے امیر المومنین'

یہاں پانی نہیں ہے اور ہمیں پیاس کا ڈر ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم وہاں راہب کے دیر میں پہنچے۔ ہم نے اُس سے پوچھا کہ یہاں کہیں نزدیک پانی ہے؟ اُس نے بتایا کہ یہاں فرات کے علاوہ پانی کہیں نہیں ہے۔ ہم نے عرض کی: اے امیر المومنینؑ! پیاس! یہاں نزدیک کوئی پانی نہیں ہے!

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں سیراب کرے گا۔ آپؑ کھڑے ہوئے اور تھوڑا سا چلے اور ایک جگہ پر رک گئے اور بتایا کہ اِس پتھر کے نیچے پانی ہے اُس جگہ کو صاف کیا اور نیچے پتھر نظر آیا' امامؑ نے فرمایا اِس پتھر کو یہاں سے ہٹاؤ' ہم نے مل کر بڑی کوشش کی لیکن پتھر کو اپنی جگہ سے ہٹا نہ سکے' اب امامؑ خود آئے اور اُسے ایک طرف سے پکڑ کر دوسری طرف پھینک دیا' وہاں سے اتنا پانی نمودار ہوا کہ اتنا سفید' صاف اور میٹھا پانی کبھی دیکھا نہیں تھا۔ امامؑ نے لوگوں کو آواز دی پانی مل گیا ہے پانی پی لو اور بھر لو۔ سب نے پیا اور اپنے برتنوں میں بھر لیا۔ اس کے بعد امامؑ نے پتھر کو پکڑا اور فرمایا اپنی جگہ پر چلا جا وہ اپنی جگہ پر چلا گیا۔

لوگوں نے سامان باندھا اور چل دیئے' تھوڑا چلے تھے کہ امامؑ نے فرمایا: وہ چشمہ جہاں ہے کسی کو اس کی جگہ کا علم ہے۔ سبھی نے کہا: ہم سب کو اُس کی جگہ کا علم ہے' امامؑ نے فرمایا جاؤ اور اُس جگہ کو دیکھو۔ ہم سب گئے جگہ کو دیکھا لیکن کہیں چشمہ نظر نہ آیا' ہم راہب کے پاس آئے' اُسے کہا: کیا تیرا یہ گمان نہیں تھا کہ یہاں پانی نہیں ہے۔ ہمیں یہیں سے پانی مل گیا ہے ہم نے پیا بھی ہے اور بھر بھی لیا ہے' راہب نے کہا: خدا کی قسم! اُس پانی کے چشمہ کو یا نبیؐ جانتا ہے یا نبیؐ کا وصی جانتا ہے' ہم نے کہا کہ ہمارے ساتھ ہمارے نبیؐ کا وصی ہے' اُس نے کہا: اُس

کے پاس جاؤ اور پوچھو کہ تمہارے نبیؐ نے آخری وقت کیا کہا تھا!

ہم امامؑ کی خدمت میں آئے اور عرض کی یہ راہب کہہ رہا ہے! امامؑ نے فرمایا اُسے کہو کہ ہمیں خبر دی گئی ہے کہ تو دیر سے اترے گا اور مسلمان ہوگا' ہم نے اُسے بتایا تو اُس نے کہا: ہاں! ہم امیر المومنین علیہ السلام کے پاس آئے اور بتایا کہ اُس نے قسم کھائی ہے کہ مسلمان ہو جائے گا۔ ہم گئے اور اُسے خبر دی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخری وقت فرمایا تھا نماز نماز! آپ کا سر میری گود میں تھا۔ آپؐ نے فرمایا: نماز نماز پھر آپ کی رحلت ہوگئی' ہم نے راہب کو بتایا تو وہ مسلمان ہوگیا اس کی بابت سید ابن حمیری نے قصیدہ کہا ہے جو مشہور ہے:

ولقد سری فیما یسیر بلیتة — بعد العشاء بکربلاء فی موکب
حتی اتی مبتلا فی قائم — القی قواعده بقاع مجدب
فدنا فصاح به فاشرف قائلا — کالفسر فوق شظیة من مرقب
هل قرب قائمک الذی بوأته — ماء یصاب فقال ما من مشرب
الا بغابة بغر سخین و من لنا — بالماء بین نقی سبسب
فثنی الاعنة نحو وعث فاجتلی — بیضاء تبرق کاللجین المذهب
قال اقلبوها انکم ان تفعلوا — تردوا ولا تردون ان لم تقلب
فاعوا صبوا فی قلعها فتمنعت — منهم تمنع صعبة لم ترکب
حتی اذا اعیتهم اهوی لها — کفوء متی یرد المغالب تغلب
فکانها کرة بکف حزور — عبل الذراع دحابها فی ملعب
فساقهم من تحتها متسلسلا — عذبا یزید علی الالذ الاعذب
حتی اذا شرابوا جمعیا روها — ووهمی مخلف مکانها لم یقرب

ذاک ابن فاطمة الوصی ولم یقل   فی فضلہ و فعالہ لا یکذب

(وہ رات کے وقت عشاء کے بعد کربلا کی جانب سے گزرا یہاں تک کہ راہب کے عبادت خانہ میں پہنچا اُس کی بنیادیں ڈالیں اور اُس کے قریب ہوا تو اُسے بہترین کہنے والے کی آواز آئی جس کی عمر طولانی تھی پہاڑ پر بلند اور اونچی جگہ پر رہتا تھا۔ کیا تیرے قیام کرنے والے کا وقت قریب ہے جس کی وجہ سے پانی نکلے گا اُس نے کہا یہاں پانی کہاں ہے پانی تو یہاں سے دو فرسخ کے فاصلے پر ہے کون ہے جو یہاں ریت سے ہمارے لئے پانی نکالے جس ریت پر چلا نہیں جا رہا تھا وہاں سفیدی کی چمک آئی جس طرح بجلی چمکتی ہے' اُس نے کہا: اس پتھر کو ہٹاؤ تو پانی مل جائے گا اور اگر پتھر نہ ہٹا سکو گے تو پانی نہیں ملے گا وہ سب اکٹھے ہو کر آئے لیکن وہ اُس پتھر کو اپنی جگہ سے ہٹا نہ سکے۔ پھر وہ خود آگے بڑھا اور پتھر کو ایک ہی جنبش میں اپنی جگہ سے ہٹا دیا جس کے نیچے سے آب شیریں نکلا جب سبھی نے پانی پی لیا تو اُس پتھر کو اپنی جگہ پر رکھ دیا اور چلے گئے وہ پانی نکالنے والا فاطمہؑ بنت اسد کا بیٹا وصی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا اُس کے علم و فضل میں جو کہا وہ جھوٹ نہیں تھا۔)

اماؑم کی والدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا۔ اس قصیدہ میں ذکر کیا گیا ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام کے لئے سورج کو پلٹایا گیا تھا۔ اس کو بعد میں اللہ تعالیٰ کی مشیت و ارادہ کے ساتھ ذکر کریں گے اور وہ اشعار یہ ہیں:

ردت علیہ الشمس طافاتہ   رقت الصلاۃ و قد دنت للمغرب

حتی تبلیج نورھا فی وقتھا اللعصر   ثم ھوت ھوی الکوکب

و علیہ قد جست ببابل مرۃ   اخری وما جست لخلق معرب

الا الاحمدا ولہ من بعدہ ولردھا تاویل امر معجب

(اُس پر سورج کو واپس لوٹایا گیا...... جب نماز کا وقت گزرا جا رہا تھا حالانکہ وقت مغرب کے قریب ہو رہا تھا وہ اتنا بلند ہوا جتنا عصر کے وقت ہوتا ہے پھر غروب ہو گیا اور ستارے نظر آنے لگ گئے۔ اُس کے لئے ایک دفعہ اور بابل میں سورج واپس لوٹا جو کسی عرب کے لئے واپس لوٹایا نہیں گیا تھا سوائے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس کے واپس لوٹائے جانے کے اسکی وضاحت تفسیر اور واقعہ ہے جو انسان کو حیران کر دیتا ہے۔)

ہمیں ابو نعیم فضل بن دکین نے خبر دی کہ ہمیں محمد بن سلیمان اصبہانی نے خبر دی' مجھے یونس نے ام حکیم بنت عمرو نے خبر دی کہ میں حضرت علی علیہ السلام کا کلام سننا چاہتی تھی میں نزدیک گئی اُس وقت وہ لوگوں میں منبر پر خطبہ دے رہے تھے میں نے آپ کا کلام سُنا ایک شخص نے عرض کی: اے امیر المومنینؑ! خالد بن عرفطہ ارض تیما میں مر گیا ہے اُس کے لئے دعا مغفرت کریں۔ امام نے کوئی جواب نہ دیا اُس نے پھر کہا' امامؑ نے کوئی جواب نہ دیا اُس نے تیسری دفعہ کہا تو امام اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے خالد کی موت کی خبر دینے والے خدا کی قسم! تو نے جھوٹ کہا ہے وہ مرا نہیں ہے اور وہ اُس وقت تک نہیں مرے گا جب تک گمراہی کا جھنڈا اٹھا کہ اس دروازہ سے داخل نہیں ہو گا۔ اُس عورت نے کہا: میں نے خالد بن عرفطہ کو دیکھا وہ معاویہ کا جھنڈا اُٹھا نخیلہ کی طرف جانے کے لئے باب الفیل سے داخل ہوا۔ اصبغ بن نباتہ سے مروی ہے:

میں امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ جنگ صفین میں تھا 99 لوگوں نے امامؑ کی بیعت کی' پھر ابن تمام نے کہا کل سو لوگوں نے بیعت کرنا ہے۔ امام نے

فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ آج کے دن ایک سولوگ تیری بیعت کریں گے' راوی کہتا ہے۔ایک شخص آیا جس نے اونی قباء پہنی ہوئی تھی اور تلوار حمائل کئے ہوئے تھا اُس نے کہا اپنا ہاتھ دراز کریں تا کہ آپ کی بیعت کروں۔حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: کس بات پر بیعت کرنا چاہتا ہے؟ اُس نے کہا: آپؑ پر جان قربان کرنے پر بیعت کرتا ہوں' امامؑ نے فرمایا: تو کون ہے؟ اُس نے عرض کیا: اویس قرنیؓ۔اُس نے امامؑ کی بیعت کی اور وہ امامؑ کے سامنے درجہ شہادت پر فائز ہوا۔لوگوں نے اُسے مقتولوں میں مقتول پایا!

میثم تمار رضی اللہ عنہ کی خبر!

میثم تمارؓ کے بیٹے سے مرفوعاً مروی ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا اُس نے کہا کہ ایک دن مجھے امیر المومنین علیہ السلام نے بلایا اور فرمایا: اے میثمؓ! جب تجھے بنی امیہ کا ایلچی عبید اللہ بن زیاد کہے گا کہ تو مجھ سے اعلان برائت کر تو اُس وقت تو کیا کرے گا؟ میں نے عرض کی خدا کی قسم میں صبر کروں گا (اور مصائب کو برداشت کروں گا' امامؑ نے فرمایا: پھر اے میثمؓ تو درجہ میں میرے ساتھ ہوگا۔میثمؓ اپنی قوم کے سردار کے ساتھ جا رہا تھا۔اُس نے کہا: اے فلاں دیکھ رہا ہوں گویا تجھے بنی امیہ کے ایلچی اور اُس کے بیٹے نے بلایا ہے اور وہ تجھ سے مجھے مانگتا ہے اور تو کہتا ہے کہ وہ مکہ میں ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا تو کیا کہہ رہا ہے' تیرے لئے ضروری ہے کہ تو اُسے میرے پاس لے آ! پس تو قادسیہ کی طرف نکلے گا اور کچھ دن وہاں رہے گا جب تیری میری ملاقات ہوگی تو اُس کے پاس

لے جائے گا اور وہ مجھے عمرو بن حریث کے دروازہ پر قتل کردے گا تیسرے دن میری ناک سے خون نکلے گا!

میثمؒ اُس کھجور کے درخت کے پاس آیا اور اُس پر ہاتھ مار کے کہتا تجھ پر مجھے سولی پہ لٹکایا جائے گا' عمرو بن حریث سے کہتا کہ جب میں تیرا ہمسایہ بنوں گا تو میرے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ عمرو خیال کرتا کہ میثمؒ میرے ساتھ گھر بنانا چاہتا ہے یا میری اراضی کے ساتھ زمین خریدنا چاہتا ہے! عمرو کہتا کہ میں ایسا ہی کروں گا پس عبیداللہ بن زیاد نے اپنا بندہ میثمؒ کی قوم کے سردار کی طرف بھیجا اور اُسے کہا کہ میثمؒ کہاں ہے اُس نے بتایا کہ وہ مکہ گیا ہوا ہے۔ انہوں نے اُسے کہا کہ اگر تو نے اُسے فوراً پیش نہ کیا تو ہم تجھے مار ڈالیں گے۔ وہ قادسیہ کی طرف گیا اور وہاں میثمؒ کا انتظار کرنے لگا' جب میثمؒ ملا تو اُسے پکڑ کر عبیداللہ بن زیاد کے پاس لے آیا' ابن زیاد نے میثمؒ سے کہا کہ ابوتراب سے برائت کا اعلان کر اُس نے کہا میں ابوتراب کو نہیں جانتا اُس نے کہا: علی ابن ابی طالب!

میثمؒ نے کہا: اگر میں ایسا نہ کروں تو؟ ابن زیاد نے کہا خدا کی قسم تجھے قتل کردونگا۔ میثم نے کہا: مجھے پہلے سے بتایا گیا ہے کہ عنقریب تو مجھے قتل کرے گا اور عمرو بن حریث کے دروازہ کے سامنے سولی پر لٹکائے گا اور تیسرے دن میری ناک سے تازہ خون نکلے گا ابن زیاد نے حکم دیا کہ اِسے عمرو بن حریث کے دروازہ پر لے جاؤ

میثمؒ نے لوگوں سے کہا: مجھ سے جو پوچھنا ہے پوچھ لو قبل اس کے مجھے سولی پر چڑھا کے مار دیا جائے خدا کی قسم میں تمہیں بعض آنے والا فتنوں سے آگاہ کرسکتا ہوں' لوگوں نے سوال کئے اور اُس نے جواب دیئے' اس کے بعد

ابن زیاد کا ایلچی آیا اُس نے اُسے لگام ڈال دی۔ یہ پہلا شخص ہے جسے لگام ڈالی گئی اور سولی پہ چڑھایا گیا اُس کے پیٹ میں درد اُٹھا جس سے وہ مر گیا...... یہ امیر المومنین علیہ السلام کی بتائی ہوئی پیشین گوئی تھی! اسماعیل بن عبداللہ بن جعفرؓ بن ابوطالب سے مروی ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا۔

او صانی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہٖ وسلم فقال یا علی اذا امت فغسلنی من بئری مرتین بسبع قرب فاذا فرغت من جھازی فضع سھک علی فمی ثم اعقل ما اقوال لک قال فعقلت ما امرانی بہ (ص) فحدثنی بما ھو کائن الی یوم القیامۃ.

(مجھے رسول خدا (ص) نے وصیت کی کہ اے علیؑ جب میری رحلت ہو جائے تو مجھے میرے کنویں سے دو مرتبہ سات ڈولوں سے غسل دینا جب میری تجہیز و تکفین سے فارغ ہو جاؤ تو اپنا کان میرے منہ پر رکھنا پھر میں جو کہوں گا اُسے سمجھ لینا۔ میں نے ایسا ہی کیا جیسا آپؐ نے امر فرمایا تھا پس آپؐ نے مجھے قیامت تک آنے والے واقعات سے آگاہ کر دیا۔)

مروی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: جس قریشی شخص کے بارے میں ایک آیت یا دو آیتیں آئیں جو اُسے جنت کی طرف لے جائیں گی یا جہنم کی طرف لے جائیں گی۔ جو آیت خشکی میں نازل ہوئی یا سمندر میں۔ میدان میں یا پہاڑ پہ جب نازل ہوئی اُسے اُس وقت سے میں جانتا ہوں۔ اگر میرے لئے مسندِ قضاوت بچھا دی جائے تو میں تورات والوں کا فیصلہ ان کی تورات کے مطابق' انجیل والوں کا فیصلہ ان کی انجیل کے مطابق' زبور والوں کا فیصلہ ان کی زبور کے مطابق اور قرآن والوں کا فیصلہ اُن کے قرآن کے مطابق

کروں گا۔

سورج کے پلٹائے جانے کی خبر!

یہ خبر اخبار مشہورہ میں سے ہے!

محمد بن حسین نے احمد بن عبداللہ سے' حسین بن مختار سے' ابوبصیر سے عبدوالوحد بن مختار انصاری سے' ابومقدام ثقفی سے روایت کی ہے' جویرہ بن مسہر نے کہا: ہم امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ صراۃ نامی پل سے گزرے' عصر کا وقت تھا۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا یہ عذاب والی وادی ہے۔ یہاں کسی نبی نے اور نہ کسی وصی نے نماز پڑھی' تم میں سے جو کوئی یہاں نماز پڑھنا چاہے پڑھ لے' لوگ دائیں بائیں پھیل گئے' میں نے کہا میں تو اِس دینی شخص کے پیچھے رہونگا جب یہ نماز پڑھے گا اُس وقت میں بھی پڑھوں گا۔ ہم چل پڑے اور ادھر سورج غروب ہونے لگا سورج غروب ہو رہا تھا کہ ہم اُس سرزمین سے باہر نکل آئے۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا جویرہ اذان دو میں نے کہا آپ مجھے اذان دینے کو کہہ رہے ہیں حالانکہ سورج غروب ہوگیا ہے۔ بہرحال میں نے اذان دی! پھر مجھے کہا کہ اقامت کہو۔ میں نے اقامت کہی جب میں نے قد قامت الصلاۃ کہا تو میں نے امامؑ کے ہونٹ ہلتے ہوئے دیکھے سورج لوٹنا شروع ہوگیا اتنا بلند ہوا جتنا عصر کے وقت میں ہوتا ہے پس امامؑ نے نماز پڑھی جب فارغ ہوئے تو سورج آگے بڑھ گیا اور ستارے نظر آنے لگ گئے!

ایک اور حدیث میں ہے: جویرہ بن مسہر نے کہا جب ہماری نماز تمام ہوئی تو میں نے سورج کی آواز سنی۔ اُس کے جھکتے وقت دانتوں کی چکی کی طرح

کی آواز آئی پھر وہ غروب ہو گیا اور ستارے چمکنے لگے۔ میں نے کہا: انا اشهد انک وصی رسول الله (میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی ہو) امامؑ نے فرمایا: اے جویرہؓ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں سنا وہ کہتا ہے: اپنے عظیم رب کے نام کے ساتھ اس کی تسبیح کرو میں نے کہا: ہاں! امامؑ نے فرمایا: میں نے اپنے پروردگار سے اس کے عظیم نام کے وسیلہ سے سوال کیا تو اُس نے میرے لئے سورج کو واپس لوٹا دیا!

مجھے ابو ہارون بن موسیٰ بن احمد المعروف تلعکبری نے خبر دی' ہمیں ابو الحسن محمد بن احمد بن عبید اللہ بن احمد بن عیسیٰ بن منصور نے خبر دی' ہمیں ابو موسیٰ عیسیٰ بن احمد بن عیسیٰ ابن منصور نے خبر دی' مجھے ابو محمد حسنؑ بن علیؑ نے اپنے باپ علیؑ بن محمدؑ سے اپنے باپ محمدؑ بن علیؑ سے اپنے باپ علیؑ بن موسیٰؑ سے' اپنے باپ موسیٰؑ بن جعفرؑ سے اپنے باپ جعفرؑ بن محمدؑ سے' اپنے باپ محمدؑ بن علیؑ سے۔ اپنے باپ علیؑ ابن الحسینؑ سے۔ اپنے باپ حسینؑ بن علیؑ سے روایت کی ہے کہ مجھے حضرت علی علیہ السلام کے غلام قنبر نے خبر دی کہ: میں امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ فرات کے کنارے پر آیا امام نے اپنی قمیض اتاری اور پانی میں اتر گئے۔ ایک عالی مرتبہ شخص آیا اور اُس نے قمیض اُٹھالی۔ امیر المومنین علیہ السلام پانی سے باہر نکلے تو قمیض نظر نہ آئی' امامؑ افسردہ خاطر ہوئے ہی تھے کہ ھاتف غیبی کی آواز آئی اے ابوالحسنؑ اپنی دائیں طرف دیکھ اور جو نظر آئے اُسے لے لو' امامؑ کی دائیں طرف ایک رومال پڑا ہوا تھا جس میں قمیض باندھی ہوئی تھی۔ امامؑ نے اُسے پہن لیا' اس قمیض کی جیب سے ایک رقعہ نکلا جس پر لکھا ہوا تھا۔

بسم الله الرحمن الرحيم هدية من الله العزيز

الحکیم الی علی ابن طالب علیه السلام

هـذا قـمیص هارون بن عمران کذلک اور ثناها قوما آخرین.

(یہ اللہ عزیز وحکیم کی طرف سے علیؑ ابن ابی طالبؑ کے لئے ہدیہ ہے۔ یہ قمیص ہارونؑ بن عمران کی ہے اسی طرح ہم اِسے دوسری قوم کے لئے ورثہ قرار دیتے ہیں۔)

عمرو بن منھال کی طرف منسوب مرفوع خبر ہے: ایک دن ہم امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں مقام رحبہ کے قصر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ زمین میں زلزلہ آ گیا' امیر المومنین علیہ السلام نے زمین پر ہاتھ مارا اور زمین سے کہا: تجھے کیا ہو گیا ہے۔ خدا کی قسم مجھے یا جو مجھ سے ہو اُسے زمین اپنی خبریں دیتی ہے!

اصبغ بن نباتہ نے کہا: ایک شخص امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں آیا' اُس نے عرض کی اے امیر المومنین فرات میں سیلاب آ گیا ہے ابھی ہم غرق ہونے والے ہیں۔ امامؑ نے فرمایا: تم ہرگز غرق نہ ہوں گے پھر ایک اور شخص آیا اور اُس نے عرض کی: اے امیر المومنینؑ فرات میں سیلاب آ گیا ہے ابھی ہم غرق ہونے والے ہیں امامؑ نے فرمایا: تم ہرگز غرق نہیں ہوں گے۔ پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا خچر منگوایا اُس پر سوار ہوئے اور اپنے ہاتھ میں لکڑی لی اور فرات کے کنارے پر پہنچے' دریا کے پاس پہنچ کر اترے اور اُس پر لکڑی ماری' پانچ ہاتھ پانی نیچے اتر گیا۔ بعض نے کہا ہے کہ پانی دس بالشت نیچے اتر گیا۔ اصبغ نے کہا ہے کہ میں نے علی علیہ السلام سے سنا امامؑ نے فرمایا: اگر میں فرات پر لکڑی مار کے چلا جاتا تو فرات میں ایک قطرہ پانی بھی باقی نہ رہتا!

ابن کوا نے امیر المومنین علیہ السلام سے کہا جب اللہ تعالیٰ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر کا ذکر کیا۔

"ثانی اثنین اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا" (توبہ آیت ۴۰)

(دونوں جب غار میں تھے۔ اُس نے اپنے ساتھی سے کہا ڈر نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے)

اُس وقت تم کہاں تھے؟!

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: افسوس اے ابن کوا! اُس وقت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر پر تھا۔ آپؐ نے میرے اوپر اپنی چادر ڈال دی۔ قریش کا ہر ایک شخص لاٹھیاں اٹھا کر لے آیا جب انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیکھا تو وہ آئے اور مجھے مارنے لگے یہاں تک کہ میرے جسم پر داغ پڑ گئے اور انڈے کی طرح میرے جسم پر داغ پڑ گئے پھر انہوں نے میرے قتل کا ارادہ بنایا لیکن کسی ایک نے کہا کہ اِسے رات کے وقت قتل نہ کرو اِسے پیچھے ہٹا کر محمدؐ کو تلاش کرو انہوں نے مجھے لوہے سے باندھ دیا اور میرے گھر میں قید کر ڈالا اور گھر کو مقفل کر دیا اتنے میں مجھے گھر کی ایک جانب سے یا علیؑ کی آواز سنائی دی جس سے مجھے سکون آ گیا اور میرا درد بھی تھم گیا۔ جسم پر پڑے داغ بھی ٹھیک ہو گئے۔ پھر ایک اور یا علیؑ کی آواز سنائی دی! جس سے میری ٹانگوں میں ڈالے گئے کڑے ٹوٹ گئے۔ پھر ایک اور یا علیؑ کی آواز سنائی دی جس سے دروازہ گر گیا اور میں گھر سے نکل آیا وہ ایک بوڑھیا کو لے آئے تا کہ وہ دروازے پر نگرانی کرے وہ ایسی عورت تھی جسے نہ نظر آتا تھا اور نہ ہی اُسے نیند

آتی تھی میں اُس کے پاس سے باہر نکل آیا اور اُسے پتہ بھی نہ چلا۔

ابان ابن تغلب سے مروی ہے: امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا تو ایک صحابی نے امیر المومنین علیہ سلام سے ان کے چھین لئے گئے حق کے بارے میں جھگڑا کیا۔ ان کے درمیان بحث ہوئی تو امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا تو اپنے اور میرے درمیان کسے ثالث پسند کرتا ہے؟ اُس نے کہا آپؑ خود ہی ثالث مقرر کر لیں۔ امامؑ نے فرمایا: کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ثالث پسند کرتا ہے؟ اُس نے کہا: اب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں ہیں انہیں تو ہم نے دفن کر دیا ہے' امامؑ نے فرمایا اگر تو آپ کو دیکھ لے تو پہچان جائے گا اُس نے کہا: ہاں! امامؑ اُسے مسجد قباء میں لے گئے وہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملے۔ اپنا جھگڑا پیش کیا۔ آپؐ نے امیر المومنین علیہ السلام کے حق میں فیصلہ دیا' وہ شخص واپس لوٹا اِس حال میں کہ اس کا رنگ زرد تھا وہ کسی صحابی سے ملا اُس نے پوچھا: تجھے کیا ہو گیا ہے اُس نے ساری بات سنائی اُس نے کہا: کیا تو بنی ہاشم کا جادو پہچانتا نہیں ہے!



جنگ نہروان کی طرف جاتے ہوئے امیر المومنین علیہ السلام کی پیشینگوئی!

جندب ابن عبداللہ جبلی سے مروی ہے: جنگ نہروان والے دن میرے دل میں شک ہوا تو میں ان سے علیحدہ ہو گیا!

وہ یہ کہ: میں نے برانس کی قوم کو اور ان کے جھنڈوں کو دیکھا' میں نے انہیں تبدیل کرنا چاہا اسی حیرت میں کھڑا تھا کہ امیر المومنین علیہ السلام تشریف لائے اور میرے پاس بیٹھ گئے اتنے میں ایک گھوڑا سوار آیا دوڑتا ہوا آیا' اُس نے کہا: اے امیر المومنینؑ! آپ کیوں بیٹھ رہے ہیں حالانکہ لوگ دریا عبور کر گئے ہیں' امامؑ نے فرمایا: کیا تو نے دیکھا ہے؟ اُس نے کہا: ہاں! امامؑ نے فرمایا خدا کی قسم انہوں نے دریا عبور نہیں کیا اور کبھی عبور نہیں کر پائیں گے۔ میں نے اپنے آپ سے کہا: اللہ اکبر انسان اپنے نفس پر گواہ ہوتا ہے' خدا کی قسم اگر وہ عبور کریں گے تو میں ان کے ساتھ جنگ کروں گا جس میں ان کی تمام کوششیں ناکام ہو جائیں گی اور مگر وہ عبور نہیں کریں گے تو میں نہروان والوں کو قتل کر ڈالوں گا جیسے اللہ جانتا ہے' میں ان پر غضبناک ہوں' تھوڑی دیر کے بعد ایک اور گھوڑے سوار دوڑتا ہوا اور اپنے کوڑے کو چمکاتا ہوا آیا اور عرض کی: اے امیر المومنینؑ! جب میں وہاں سے آیا ہوں تو اُس وقت وہ سارے عبور کر چکے تھے یہ ان کے گھوڑوں کے ماتھے نظر آ رہے ہیں' امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: اللہ اور اُس کے رسولؐ نے سچ فرمایا' تو نے جھوٹ کہا ہے انہوں نے ابھی عبور نہیں کیا ہے؟ پھر امامؑ نے

گھوڑوں کے بیچ آواز دی' پس سب سوار ہوئے اوران کی طرف بڑھے' میں بھی چلا میرا ہاتھ میری تلوار کے نیام پر تھا...... امامؑ دریا پر پہنچے تو سارے لوگ دریا سے پیچھے تھے کسی ایک نے بھی دریا عبور نہیں کیا تھا۔ امامؑ میری طرف متوجہ ہوئے پھر اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا اور فرمایا: اے جندبؓ کیا تو نے شک کیا تھا' کیا دیکھا ہے؟ میں نے کہا: اے امیر المومنینؑ! میں شک سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں' اللہ کی ناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں' رسولؐ خدا اور امیر المومنینؑ کی ناراضگی سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں! امامؑ نے فرمایا: اے جندبؓ! میرے پاس جو علم ہے یہ اللہ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عطا کردہ علم ہے! اُس دن جندبؓ کو خارجیوں نے بارہ ضربیں لگائیں!

ایک اور حدیث میں ہے:

جب امیر المومنین علیہ السلام نے نہروان والوں کو قتل کر دیا تو اپنے اصحاب سے فرمایا کہ ناقص ہاتھ والے اور دوسرے صحیح ہاتھ پر عورت کے پستان کی مثل لوتھڑے والے کو تلاش کرو جب وہ ہاتھ کو دراز کرتا ہے تو وہ لوتھڑا بڑھ جاتا ہے اور جب دراز نہیں کرتا تو وہ سکڑ جاتا ہے۔ اُس پر بال ہیں وہ قیامت کے دن خارجیوں کا علمدار ہوگا اور انہیں جہنم داخل کروائے گا اور بہت دوغلا ہوگا۔ انہوں نے تلاش کیا مگر وہ نہ ملا انہوں نے کہا وہ ہمیں نہیں ملا ہے امامؑ نے فرمایا: مجھے اُس ذات کی قسم جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور صبح کو ظاہر کیا اور کعبہ کو بنایا میں نے غلط نہیں کہا اور نہ تم نے جھوٹ بولا' میں اپنے پروردگار کی طرف سے واضح نشانی پر ہوں!

جب تلاش کرنے پر اصحاب کو وہ شخص نہ ملا تو امامؑ اُٹھے ان کی پیشانی سے

پستہ بہہ رہا تھا وہ ڈھلوان والی جگہ پر آئے جہاں تمیں آدمی مقتول پڑے ہوئے تھے امامؑ نے فرمایا: انہیں اُٹھاؤ' ہم نے انہیں اُٹھایا یہاں تک کہ ان کے نیچے سے ان اوصاف والا شخص مل گیا ہم نے اُسے باہر نکالا' امیر المومنین علیہ السلام نے اپنا پاؤں اُس کے لوتھڑے پر رکھا جو عورت کے پستان کی طرح اُبھرا ہوا تھا' پھر اُسے زمین پر رگڑا پھر اُسے ہاتھ میں پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے اس کی ٹانگ کو پکڑا اور اسے دراز کیا...... پھر اُس شخص کی طرف توجہ کی جسے اِس امر میں شک تھا اور فرمایا: یہ تیرے لئے ایک نشانی ہے پھر فرمایا: دوسری طرف جس میں لوتھڑا نہیں ہے اُس طرف سے قمیض کو پھاڑ دیں دیکھا کہ ہاتھ کی جگہ پر انگوٹھے کی طرح گوشت تھا اُس طرف پستان نہیں تھا اُس شک کرنے والے شخص سے کہا یہ تیرے لئے دوسری نشانی ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب عبداللہ بن عامر بن کرز مدینہ منورہ میں آیا تو اس کی طلحہ و زبیر سے ملاقات ہوئی اُس نے ان دونوں سے کہا کیا تم دونوں نے علیؑ ابن ابی طالبؑ کی بیعت کی ہے۔ خدا کی قسم تم ہمیشہ انتظار ہی کرتے رہو گے کہ جب خلافت بنی ہاشم کے ہاتھ سے نکلے اور ہمیں ملے۔ خدا کی قسم جب میں آیا ہوں تو ان میں سے چار ہزار لوگوں کے ہاتھوں پر مار کے آیا ہوں۔ سارے کے سارے عثمان کے خون کا قصاص چاہتے ہیں! پس وہ تمہارے دونوں کے حکم کا استقبال کریں گے۔ وہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا کہ ہمیں عمرہ کی اجازت دی جائے' امامؑ نے فرمایا تم دونوں عمرہ کے لیے جانا چاہتے ہو' بیعت توڑنے اور امت میں جدائی ڈالنے کے لئے نہیں اس بات پر عہد کرو اس سے سخت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوںؑ سے عہد نہیں لیا ہے۔ انہوں نے

کہا: ہاں!

امامؑ نے فرمایا چلے جاؤ۔ میں نے تمہیں اجازت دے دی ہے۔ وہ تھوڑی دور گئے تھے کہ دوبارہ بلا لئے گئے اور پہلے جیسا عہد لیا پھر امامؑ نے فرمایا چلے جاؤ میں نے تمہیں اجازت دے دی ہے۔ وہ چلے اور دروازے پہ پہنچے تو پھر انہیں بلا لیا گیا اور کہا: خدا کی قسم تم عمرہ کا ارادہ رکھتے ہو اور بیعت توڑنے کا ارادہ نہیں رکھتے ہو اور نہ ہی امت کے درمیان پھوٹ ڈالنے کا ارادہ رکھتے ہو اس سے سخت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوںؑ سے عہد نہیں لیا اور اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان اور وہ تمہارا کفیل ہے دونوں نے کہا: ہاں!! امامؑ نے فرمایا خدا گواہ ہو جا۔ چلے جاؤ اور خدا کی قسم میں تم دونوں کو اُس گروہ میں دیکھوں گا جو مجھ سے جنگ کرے گا!

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے:

امیر المومنین علیہ السلام نے خطبہ دیا کہ پوچھ لو مجھ سے قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ خدا کی قسم تم ایسے گروہ کے بارے میں سوال کرو جن میں سو گمراہ اور سو ہدایت پر ہیں تو میں تمہیں قیامت آنے والے اُن کے سرغنہ کے بارے میں آگاہ کرونگا۔ امامؑ خطبہ سے فارغ ہوئے تو کچھ حاضر لوگ آگے بڑھے اور انہوں نے سوال کئے ایک شخص نے پوچھا میری داڑھی کے کتنے بال ہیں؟ امام نے فرمایا: مجھے حیرت ہے دوست رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی کہ تو یہ سوال پوچھے گا تو جواب سن! خدا کی قسم تیرے سر کے ہر بال کے نیچے ایک فرشتہ ہے جو تیرے اوپر لعنت کرتا رہتا ہے اور تیرے جسم کے ہر بال کے ساتھ ایک شیطان ہے جو تجھے گمراہ کرتا رہتا ہے اور تیرے گھر میں ایک بچہ ہے جو فرزند رسول حسینؑ علیہ السلام کو قتل کرے گا' امامؑ محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ان دنوں

عمر بن سعد گھٹنوں کے بل چلتا تھا!

امام کی رحلت کے وقت کے دلائل!

حسن بصری سے مروی ہے! جس صبح کے وقت امیر المومنین علیہ السلام کو ضرب لگی وہ خواہش کرتے کہ کب صبح ہو (اور میرے وعدہ کا وقت آ جائے) موذن آیا۔ امامؑ تھوڑا سا چلے تھے کہ آپ کی دختر سیدہ زینب سلام اللہ علیہا نے کہا: اے امیر المومنینؑ! جعدہ کو نماز کا کہیں۔ امامؑ نے فرمایا: موت سے فرار ممکن نہیں ہے......پھر باہر چلے گئے۔

ایک حدیث میں ہے: حضرت علی علیہ السلام اُس رات بار بار بستر پر آتے' نیند نہیں آتی تھی پھر آسمان کی طرف دیکھتے اور کہتے خدا کی قسم تو نے جھوٹ نہیں بولا اور نہ میں نے جھوٹ کہا ہے۔ یہ وہی رات ہے جس کا تو نے وعدہ کیا ہے' جب طلوع فجر ہوئی تو امامؑ نے اپنا ازار بند باندھا اور کہا:

اشدد حیازیمک للموت   فان الموت لاقیکا

ولا تجزع من الموت   اذا حل بنا دیکا

(اپنا راہ موت کے لئے تیار کر کے باندھ لے کیونکہ موت کی ملاقات ہونے والی ہے موت کا سن کر چیخ و پکار مت کرو جب موت کا منادی آئے اور موت کی آواز دے۔)

امام علیہ السلام گھر سے نکل کر مسجد آئے پس جب ابن ملجم لعنۃ اللہ نے امامؑ کو ضرب لگائی تو امامؑ نے فرمایا: فزت برب الکعبۃ (رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا) اور جو ہونا تھا وہ ہوگیا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے: جب امیر المومنین علیہ السلام کو غسل دیا گیا تو گھر کے ایک کونے سے آواز آئی اگر تم تابوت کو آگے کی طرف سے اٹھاؤ گے تو پیچھے کی طرف اُٹھانا نہیں پڑے گی اور اگر تم تابوت کو پیچھے کی طرف سے اٹھاؤ گے تو آگے کی طرف اٹھانا نہیں پڑے گی۔ امامؑ نے اشارہ کیا کہ یہ بات فرشتوں نے کی تھی!

اب میں نے امامؑ کے دلائل اور خصائص کی بابت امامؑ کے کلام سے چند فصول، مواعظ، حکمتیں اور تھوڑے سے عجیب فیصلے، عجیب مسائل کے جواب مختصر طور پر تحریر کئے ہیں، امامؑ کے طویل خطبوں اور حکمرانوں کی طرف لکھے ہوئے خطوط اور خلافت کے بعد کی سیرت، حوادث، جنگی ایام اور دیگر فضائل کو ذکر نہیں کیا، انہیں کئی لوگوں نے روایت کیا ہے یہ سب زیادہ ظاہر ہیں کیونکہ ذاتی طور پر قائم ہیں اور اپنے اپنے موارد میں مشہور ہیں!

مجھے ہارون بن موسیٰ نے خبر دی، مجھے محمد بن یعقوب نے خبر دی ہے (کافی باب موالید امیر المومنینؑ) حسین بن محمد سے، محمد بن یحیٰ فارسی سے، ابو حنیفہ محمد بن یحیٰ سے ولید بن ابان سے محمد بن عبداللہ مسکان سے اپنے باپ سے روایت کی کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ان فاطمة بنت اسد جاء ت ابی ابی طالب علیه السلام تبشره بمولد النبی (ص) فقال لها ابو طالب اصبری سبتا ابشرک بمثله الا النبوة قال والسبت ثلاثون سنة و کان بین مولد النبی (ص) و امیر المومنین علیه السلام ثلاثون سنة.

(رسول خدا (ص) پیدا ہوئے تو فاطمہؑ بنت اسد حضرت ابوطالب علیہ

السلام کو مبارک دینے آئی' حضرت ابو طالب علیہ السلام نے فرمایا: صبر کر ایک سبت ۔ تجھے بھی ایسے بیٹے کی خوشخبری ملے گی جس میں سوائے نبوت کے سب خصوصیات نبیؐ والی ہوں گی' سبت تیس سال کا ہوتا ہے' رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ولادت اور امیر المومنین علیہ السلام کی ولادت کے درمیان تیس سال کا عرصہ ہے۔)

مجھے ہارون بن موسیٰ نے خبر دی' مجھے محمد بن یعقوب نے علی بن محمد بن عبداللہ سے خبر دی' سیاری سے' محمد بن جمہور سے' ہمارے بعض اصحاب سے مروی ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

امیر المومنین علیہ السلام کی والدہ فاطمہؑ بنت اسد پہلی خاتون ہے جس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محبت میں مکہ سے مدینہ کی طرف پیدل ہجرت کی' وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نزدیک سب سے بہتر اور نیک تھی پس رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن لوگ جس طرح ننگے پیدا ہوئے ہیں اُسی طرح ننگے محشور ہوں گے' بی بیؑ نے کہا: ہائے یہ میرے لئے کتنا برا ہوگا' رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اُسے کہا: میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھے کپڑوں میں اُٹھائے گا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے قبر میں مردے کی چیخ و پکار کا ذکر کیا تو بی بیؑ نے کہا ہائے میری کمزور جان! رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اُسے کہا: میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھے اِس سے محفوظ رکھے گا۔ بی بیؑ نے ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہا کہ میں اپنی کنیز کو آزاد کرنا چاہتی ہوں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اگر ایسا کرو گی تو اُس کے ہر ہر عضو کے بدلے میں اللہ تعالیٰ

تجھے آگ سے بچائے گا پس اُس کنیز کو آزاد کر دیا بی بیؑ کی زبان بند ہوئی بی بی نے اشارے سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وصیت کی کہ اِسے آزاد کر دیں۔ آپؐ نے بی بیؑ کی وصیت کو قبول کیا۔ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ امیر المومنین علیہ السلام روتے ہوئے آئے' آپؐ نے رونے کا سبب پوچھا تو امامؑ نے بتایا کہ میری والدہ فاطمہؑ کا انتقال ہو گیا ہے' آپؐ نے فرمایا: خدا کی قسم وہ میری بھی ماں تھی! آپؐ جلدی سے کھڑے ہوئے اور حجرہ میں داخل ہوئے' بی بیؑ کی طرف دیکھا اور روئے پھر عورتوں کو حکم دیا کہ اِسے غسل دیں!

آپؐ نے فرمایا جب غسل سے فارغ ہو جاؤ تو بغیر کوئی بات کئے مجھے اطلاع کر دینا وہ غسل سے فارغ ہوئیں تو آپ کو اطلاع کی آپؐ نے انہیں اپنی قمیض دی جو آپؐ نے پہنی ہوئی تھی اور انہیں حکم دیا کہ اِسے کفن کے طور پر پہنا دو اور مسلمانوں سے کہا:

جب تم دیکھو کہ میں کوئی نیا کام کرتا ہوں جو پہلے نہ کیا ہو تو مجھ سے سوال کرو کہ میں نے ایسا کیوں کیا ہے! جب عورتیں غسل و کفن سے فارغ ہوئیں تو آپ گھر کے اندر آئے اور جنازہ کو کندھا دیا اور قبر تک جنازہ کو کندھا دیئے گئے پھر جنازہ کو قبر سے باہر رکھا اور قبر میں سیدھے لیٹ گئے پھر اٹھے اور جنازہ کو اپنے ہاتھوں پر اُٹھایا اور قبر میں رکھ دیا۔ کافی دیر کندھا ہلا کر باتیں کرتے رہے اور کہتے رہے تیرا بیٹا تیرا بیٹا' تیرا بیٹا۔ پھر قبر سے باہر آئے اور قبر پر مٹی ڈالی' پھر قبر پر بیٹھ کر فرمایا جسے سب نے سنا لا الہ الا اللہ اللھم انی استود عھا ایاک (خدایا یہ میری امانت ہے اسے میں تیرے سپرد کر رہا ہوں) پھر چلے گئے۔ مسلمانوں

نے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے آپ کو کوئی کام ایسے کرتے دیکھے ہیں جو آپؐ نے پہلے کبھی نہیں کئے تھے؟ آپؐ نے فرمایا: گویا آج ابو طالبؑ کو میں نے کھویا ہے۔ اس کے پاس جو شے ہوتی تھی وہ اپنی اور اپنی اولاد سے پہلے مجھے دیتی یعنی مجھے ترجیح دیتی' میں نے قیامت کے بارے میں بتایا کہ لوگ میدان محشر میں ننگے ہوں گے تو بی بیؑ گھبرائی' میں نے ضمانت دی کہ تو کپڑے پہنے ہوئے ہوگی۔ میں نے قبر میں چیخ وپکار کا کہا تو بی بیؑ گھبرائی' میں نے ضمانت دی کہ تو محفوظ رہے گی۔ اِس لئے میں نے کفن میں اپنی قمیض دی اور قبر میں خود لیٹا ہوں اور قبر میں جو سوال ہونے تھے ان کی تلقین کی ہے اُس سے رب کے بارے میں سوال ہوا تو اُس نے جواب دیا۔ رسولؐ کے بارے میں سوال تو اس نے جواب دے دیا اُس سے امامؑ اور ولی کے بارے میں سوال ہوا تو رک گئی میں نے کہا: تیرا بیٹا' تیرا بیٹا (تیرا امامؑ ہے)

(اس روایت میں محمد بن جمہور ہے جس کی حدیث پر ارباب رجال نے طعن وارد کیا ہے۔ نجاشی وکشی' ابن غضائری اور علامہ حلی نے اِسے فاسد المذہب قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ خالی تھا۔ یہ لوگ اِس کی حدیث کو نہیں لکھتے ہیں جو اس حدیث میں غور وفکر کرتا ہے اُسے بعد میں معلوم ہو جائے گا کہ واقفیت کیا ہے' وہ امامؑ کی والدہ اور شیخ بطحاؑ کی بیوی ہے جو طاہرات' طیبات مومنات میں سے ہے اُس نے ساری زندگی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی دی اور تعلیم الٰہیہ سے دور نہ رہی صبح وشام خاتم الانبیاءؐ کے دروس حاصل کرتی رہی اُس میں یہ درس بھی تھا کہ اللہ تعالیٰ کا فرض ہے کہ جو امت کے لوگ صاحب ایمان ہوں وہ سارے لوگوں کی حفاظت فرماتا ہے اور اس بی بیؑ کا بیٹا تو وصی رسولؐ ہے

جس کی ولایت مومنوں پر واجب ہے۔ یہ مخصوص ہے ولایت کے ساتھ اور اس کے آگے دوسرے بیٹے جو آئمہؑ ہیں اگرچہ نور واحد و طینت واحدہ سے ہیں یہاں تک کہ کسی نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو امیر المومنینؑ کہا تو امامؑ ناراض ہو گئے اور فرمایا کہ یہ لقب صرف میرے جد امیر المومنینؑ کے لئے ہے' یہ کہنا کہ بی بیؑ سے امامؑ کے بارے میں سوال ہوا تو بی بیؑ رک گئی رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہا تیرا بیٹا تو کہا اس کا واقعیت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ وہ نیک خاتون جو رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مدرسہ سے نکلی ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے کیونکہ دین میں حیا نہیں ہے تو پھر وہ اپنے بیٹے کی امامت کا اعتراف کرتے وقت رکی کیوں ہاں! اُن کا ارادہ تھا کہ کہا جائے کہ امامؑ کی والدہ سیدھے راستے سے دور تھی پس انہوں نے اپنی خواہشات کو چاہتے ہوئے کہا ہے لیکن صحیح ہے جو امالی شیخ صدوقؒ ص ۱۸۹ مجلس ۵۱ میں ہے۔

آپؐ نے بی بیؑ کو لحد میں اتارا تو اونچی آواز میں کہا:

یا فاطمة انا محمد سید ولد آدم فلا فخر فاذا تاک منکر و نکیر فسالاک عن ربک فقولی الله ربی و محمد نبی والاسلام دینی والقرآن کتابی و ابنی امامی وولیی

(اے فاطمہؑ میں محمدؐ ہوں جو بنی آدم کا سردار ہوں اس پر کسی کو فخر نہیں ہے جب منکر نکیر آئیں اور تجھ سے رب کے بارے میں سوال کریں تو کہنا اللہ میرا رب ہے محمدؐ میرا نبی ہے' اسلام میرا دین ہے قرآن میری کتاب ہے' میرا بیٹا میرا امام اور ولی ہے پھر قبر سے نکلے اور قبر پر مٹی ڈال دی!

شاہد یہ واقعہ خاص ہے کیونکہ یہ پاک و پاکیزہ لوگوں کے ساتھ مخصوص

ہے ورنہ اُس دور میں یعنی دورِ رسالت میں جب تلقین پڑھی جاتی تھی تو اُس میں آپؑ کے بعد ولی کی معرفت کی تلقین نہ ہوتی تھی!)

مروی ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو جنگ تبوک کی طرف جانے کے لئے اکٹھا کیا تو امیر المومنین علیہ السلام سے مناجات کرنے لگے' آپؐ کی گفتگو لمبی ہوئی تو حضرت ابوبکر نے حضرت عمر سے کہا ان کی باتیں تو لمبی ہوگئی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: میں نے علیؑ کے ساتھ مناجات نہیں کہیں' لیکن اللہ تعالیٰ نے اُس کے ساتھ مناجات کی ہیں۔ اس کی بابت حسان نے کہا:

ویوم الثنیة عند الوادع　　واجمع نحو تبوک المضیا

تنحی یودعه خالیا　　وقد وقف المسلمون المطیا

فقالوا یناجیه دون الانام　　واللہ ادناه منه نجیا

علی فم احمد یوحی الیه　　کلاما بلیغا و وحیا خفیا

(مدحت والے روز جب ایک دوسرے سے الوداع ہوئے اور لوگ جنگ تبوک کی طرف جانے کے لئے اکٹھے ہوئے۔ وہ الوداع کے لئے جھکے اور مسلمان اس منظر کو دیکھ رہے تھے اور وہاں سب لوگ کھڑے تھے' انہوں نے کہا: وہ دوسروں کو چھوڑ کر اُس سے باتیں کر رہا ہے اور خدا کی قسم!

وہ اُس کے نزدیک ہوا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ کے قریب ہوا جس کی طرف وحی آتی ہے اور بلیغ کلام کی' اور مخفیانہ وحی سنائی۔

☆☆☆

آپؑ کا نام حیات نبیؐ میں امیر المومنینؑ رکھے جانے کی وجہ!

جندب تک مرفوعاً روایت کی گئی ہے امیر المومنینؑ سے مروی ہے کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا آپؐ کے پاس بہت سارے لوگ بیٹھے ہوئے تھے، اُس وقت ابھی عورتوں کے پردے کا حکم نہیں آیا تھا آپؐ نے اشارہ کیا کہ میں آپؐ کے اور حضرت عائشہ کے درمیان بیٹھ جاؤں، حضرت عائشہ نے کھنکارا!

آپؐ نے فرمایا: اے عائشہ تو امیر المومنین علیہ السلام سے کیا چاہتی ہے!

بریدہ اسلمی سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ علیؑ کو امیر المومنینؑ کہہ کر سلام کرو، حضرت عمر بن خطاب نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا یہ اللہ کی طرف سے ہے یا اُس کے رسولؐ کی طرف سے ہے تو آپؐ نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے ہے!

آپؑ کے اباؤ واجداد کے اسماء کا ذکر جن کو اکثر لوگ جانتے ہی نہیں ہیں!

مروی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: اے لوگو! جو میرا نسب جانتا ہے سو جانتا ہے جو نہیں جانتا اُسے میں خود بتاتا ہوں۔ ابن کوا کھڑا ہوا اور اُس نے کہا: آپ علیؑ بن ابی طالبؑ بن عبدالمطلبؑ بن ہاشمؑ......بن قصیؑ بن کلابؑ ہیں!

کیا اِس کے علاوہ بھی تُو میرا نسب جانتا ہے؟ اُس نے کہا: نہیں!

امامؑ نے فرمایا: میرے باپ سے میرا نام قصّی کے نام پر زید رکھنا تھا پس میں زید بن عبد مناف بن عامر بن عمرو بن مغیرہ بن زید بن کلاب ہوں۔ ابو طالبؑ کا نام عبد مناف اور عبد المطلبؑ کا نام عامر ہے۔ چنانچہ شاعر نے کہا:

قامت تبکیہ علی قبرہ　　من لی من بعدک یا عامر

ترکتنی فی الدار ذا غربة　　قدذل من لیس لہ ناصر

وہ اُس کی قبر پر رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی اے عامر تیرے بعد میرا کون ہے تو نے مجھے غربت کے گھر میں اکیلا چھوڑ دیا اور میں عاجز ہوگئی وہ کیونکہ رسوا نہ ہو جس کا کوئی مددگار ہی باقی نہ رہے)

ہاشمؑ کا نام عمرو ہے اس کے بارے میں شاعر نے کہا:

عمرو العلی ھشم الشرید لقومہ

ورجال مکة مسنتون عجاف

(عمرو العلی ہے جو اپنی قوم کے لئے ہاشم ہے جس کے پاس مکہ کے لوگ اپنے مسائل لے آتے اور وہ سب کے امور کو درست کرتا اور ہر ایک کی رہنمائی کیا کرتا تھا۔)

عبد مناف کا نام مغیرہ ہے چنانچہ شاعر نے کہا:

ان المغیرات و ابناء ھم　　من غیر احیاء و اموات

(عبد مناف اور اُس کے بھائی سب کو مغیرات کہا ہے کیونکہ ان میں مغیرہ ہے اس کی مثال کلام عرب میں بہت زیادہ ہے) قصیٰ کا نام زید تھا چنانچہ شاعر نے کہا:

قصی ابو کم کان یدعی مجمعا　به جمع الله القبائل من فهر

وانتم بنو زید و زید ابو کم　به زیدت البطحاء فخرا علی فخذ

(قصی تمہارا باپ ہے جو لوگوں کو اکٹھا رہنے کی دعوت دیتا تھا اُس کے ذریعہ سے اللہ نے فہر کے قبائل کو اکٹھا کیا۔ تم بنی زید ہو اور زید تمہارا باپ تھا اسی سے بطحا (مکہ) میں فخر پر فخر کا اضافہ ہوا۔)

امیر المُومنین علیہ السلام کی ولایت کے قبول کرنے کے بارے میں اخبار

کچھ آپؑ کے زہد کے بارے میں!

امیر المومنین علیہ السلام کے خصائص کی بابت اخبار میں سے ایک خبر یہ ہے:

سھل بن سہیل سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ووصینا الانسان بوالدیه احسانا. (سورۃ احقاف آیت ۱۵)

(اللہ نے انسان کو وصیت کی کہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا)

ایک باپ.......... ہر انسان کا علیؑ ابن ابی طالبؑ ہے؛ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لتعطفن علیهم الدنیا بعد شماسها عطف الفروس عن ولدها.

(ان پر دنیا ضد کے بعد مہربان ہوئی ہے جیسے ماں اپنے بچے سے مہربانی

سے پیش آتی ہے)۔

پھر یہ آیت تلاوت کی:

و نرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض و نجعلھم آئمۃ و نجعھلم الوارثین۝ و نمکن لھم فی الارض.

(ہمارا ارادہ ہے کہ ہم زمین میں جو کمزور لوگ ہیں ان پر احسان کریں۔انہیں امام اور وارث بنائیں اور انہیں زمین میں قدرت دیں۔)(سورۂ قصص آیت ۵)

ذکر ہوا ہے کہ ضروار بن ضمرہ جنابِ معاویہ بن ابوسفیان کے پاس آیا' معاویہ نے کہا: علیؑ کی صفت بیان کر' اُس نے کہا: مجھے اس سے معاف رکھیں' معاویہ نے کہا: اُس کی صفت بیان کرنا ضروری ہے۔

اُس نے کہا: خدا کی قسم! امیر المومنین علیہ السلام کی حدود طویل' قوت سخت' کثیر الفکر' زیادہ تحمل والا یا زیادہ آنکھوں میں آنسوؤں والا تھا' فیصلہ کن بات کہتا' انصاف کا حکم صادر کرتا' اُس کے گرد سے علم پھوٹتا' ان کے گرد سے حکمت بولتی' وہ دنیا اور اس کی چمک سے وحشت طلب کرتا' رات اور اس کی وحشت سے مانوس تھا وہ ہم میں ایسے رہتا گویا ہم میں سے ایک ہے' جب ہم اُس کو پکارتے تو وہ جواب دیتا' جب ہم اُس سے مانگتے تو ہمیں عطا کرتا اور ہم اللہ کی قسم اُس کے پاس بات نہیں کر سکتے تھے کیونکہ اس کا رعب دبدبہ اتنا تھا اور ہم اُس کی تعظیم کی وجہ سے اُس کے قریب نہ جاتے تھے! جب مسکراتے تو بغیر فریب اور دھوکے کے مسکراتے' بولتے تو حکمت و دانائی بولتے اور فیصلہ کن بات کہتے' دینداروں کی عزت کرتے اور مسکینوں سے محبت کرتے' مالدار اپنے باطل میں انہیں طمع نہ سکتے' ان کے ہوتے ہوئے کمزور اپنے حق سے مایوس نہ ہوتے' میں گواہی دیتا ہوں کہ

میں نے انہیں بعض موقعوں پر دیکھا جب رات چھا جاتی تو وہ محراب عبادت میں کھڑے ہوتے' اپنی داڑھی کو پکڑتے کسی ڈسے ہوئے شخص کی طرح تڑپتے اور غمزدہ کی طرح روتے اور کہتے: اے دنیا اے دنیا! تجھے میری طرف سے انکار ہے تو مجھے اپنا شوق دلایا نہ دلا بعید ہے تو میرے غیر کو دھوکا دے مجھے تجھ سے کوئی حاجت نہیں ہے میں نے تجھے تین طلاقیں دے دی ہیں جس کے بعد رجوع بھی نہیں ہو سکتا' تیری زندگی کم ہے اور تیرا خطرہ تھوڑا ہے۔ تیرے مالک حقیر ہیں ہائے زاد (توشہ) کم ہے اور سفر لمبا ہے اور گزرگاہ طویل ہے اور مقام بڑا ہے راوی کہتا ہے یہ سن کر معاویہ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکلنے لگے اور وہ کہنے لگا: علیؑ ایسا ہی تھا اے ضرار تیرا اُس پر غم کیسا ہے؟ اُس نے کہا: خدا کی قسم؟ میرا اُس پر غم اُس کی طرح کا ہے جس کی گود میں اس کا کوئی (لخت جگر) ذبح ہو جائے اور اُس کے آنسو نہ رکیں اور دل کی حرارت خاموش نہ ہو۔

مرفوع اسناد کے ساتھ عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے: یہ آیت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی:

ان الذین امنوا و عملوا الصالحات سیجعل لهم الرحمن ودا (سورۂ مریم ۹۶)

(بے شک جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے عنقریب اللہ تعالیٰ ان کے لئے محبت کو قرار دے گا (کہا کہ اس سے مراد ہے: اُس کی مومنوں کے دلوں میں محبت قرار دیتا ہے۔

مجھے ہارون بن موسیٰ نے خبر دی' اُس نے کہا: مجھے احمد بن عمار عجلی کوفی نے خبر دی اُس نے کہا: مجھے عیسیٰ ضریر نے ابوالحسن سے خبر دی' اُسے اُس کے باپ

نے خبر دی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے کہا: یا علیؑ! اس کے جواب کے لئے تیار ہو جا کہ کل عرش والی ہستی کے سامنے تجھے جواب دینا ہے' میں قیامت کے دن تیرے ساتھ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی بابت جھگڑا کروں گا حلال کے بارے میں' حرام کے بارے میں' مشابہات کے بارے میں جسے اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے اس کی تبلیغ پر جس کی تجھے تبلیغ کا حکم دیا گیا ہے اور فرائض خداوندی پر جس طرح نازل ہوئے ہیں اور سارے احکام کے بارے سوال ہوگا مثلاً امر بالمعروف' نہی عن المنکر ان کا پیادہ کرنا اور زندہ کرنا تمام حدود پروردگار کو قائم کرنا اور سارے امور میں اس کی اطاعت کرنا' نماز کو اُن کے اوقات میں بجالانا مستحقوں تک زکوٰۃ کا پہچانا۔ حج بیت اللہ ادا کرنا' اُس کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔

اے علیؑ تو کیا کرے گا! میں نے کہا: میرے ماں باپ آپؐ پر قربان میں اللہ تعالیٰ کے کرم کی امید رکھتا ہوں اور آپ کا جو مقام اُس کے نزدیک ہے اور جو اُس نے مجھے نعمتیں دی ہیں ان پر امید رکھتا ہوں کہ میرا پروردگار میری مدد کرے گا' اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں کوتاہی کرنے والا افراط کرنے والا قرار نہیں دے گا اور نہ ہی میرے چہرے کو زرد کرے گا وہ میرے اور میرے آباء اور ماؤں کے چہرے کو بچالے گا بلکہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان آپؐ مجھے اس حال میں پائیں گے کہ میں آپ کی وصیت کو پورا کر چکا ہوں گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ! جب تک زندہ رہونگا آپ کی سیرت پر عمل کروں گا یہاں تک آپؐ کے پاس پہنچ جاؤنگا پھر پہلا' پس میرا پہلا بیٹا نہ کوتاہی کرے گا اور نہ ہی افراط کا شکار ہوگا پھر آپؐ بے ہوش ہو گئے' میں ان کے چہرے اور سینے پر گرا اور میں نے کہا: ہائے وحشت! میرے ماں

باپ آپؐ پر قربان' تیری بیٹیؑ کی وحشت اور تیرے دونوں بیٹوںؑ کی وحشت' میرے غم تیرے بعد طویل ہوں گے اے میرے آقا! آسمان کی خبریں تیرے بعد منقطع ہو گئیں۔ تیرے بعد جبرائیلؑ گم ہو گیا آپ ہوش میں آ گئے!

مجھے ہارون بن موسیٰ نے خبر دی: اُس نے کہا: مجھے احمد بن محمد بن عمار نے خبر دی اُس نے کہا: مجھے ابو موسیٰ ضریر بجلی نے امام ابوالحسن علیہ السلام سے خبر دی امامؑ نے فرمایا: میں نے اپنے باپ سے سوال کیا' رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہوش آنے کے بعد کیا ہوا' فرمایا: اُس وقت عورتیں روتی ہوئی آئیں' ان کے رونے کی آوازیں بلند ہوئیں' لوگوں نے دروازہ کھٹکھٹایا جو مہاجرین وانصار میں سے تھے حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: ہم اِس حال میں تھے کہ آواز آئی...... علیؑ کہاں ہے' میں آگے بڑھا۔ اور آپؐ کے پاس گیا' آپؐ نے فرمایا: اے بھائی اللہ تعالیٰ تجھے فہم دے اور توفیق دے تیری مدد اور راہنمائی فرمائے' تیری مغفرت کرے اور تیرے ذکر کو بلند کرے پھر فرمایا: اے بھائی! قوم مجھے چھوڑ کر اپنے کاموں میں مصروف ہو جائے گی اور ان کے کام کا تعلق دنیا کے ساتھ ہوگا حالانکہ انہوں نے میرے پاس آنا ہے وہ جن کاموں میں مصروف ہوں گے تو ان کو میری طرح کاموں میں شریک نہ ہونا تیری مثال میری امت میں کعبہ کی طرح ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے شان اور علامت بنایا لوگ دور دراز سے اس کی طرف آتے ہیں اور تو بھی علامت اور نشان ہے ہدایت کا نشان اور دین کا نور ہے اور وہ اللہ کا نور ہے...... اے میرے بھائی! وہ ذات جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا میں نے انہیں ڈرا دیا ہے اور میں ایک ایک بندے کو وہ بتا دیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے تیرا حق کا فریضہ ان پر لازمی قرار دیا ہے اور ان کے لئے تیری

اطاعت ضروری قرار دی ہے ہر ایک نے تیری بابت لبیک کرتے ہوئے قبول کر لیا ہے اور میں نے امر خدا تیرے حوالے کر دیا ہے اور میں جانتا ہوں کہ وہ اس امر کی مخالفت کریں گے جب میری جان قبض ہو جائے اور تو میری کی گئی وصیت سے فارغ ہو جائے اور مجھے قبر میں دفن کر دے تو گھر میں بیٹھ جانا اور قرآن مجید کو جمع کرنا جس طرح نازل ہوا فرائض اور احکام کو تنزیل کے مطابق لکھنا اور میں نے جو حکم دیا ہے اُس پر عمل کرنا' تمہارے لئے صبر ضروری ہے ان کی طرف سے جو مصیبت نازل ہو اُس پر صبر کرنا یہاں تک کہ میرے پاس پہنچ جاؤ!

عیسیٰ نے کہا: میں نے امامؑ سے سوال کیا اور کہا: میں آپؑ پر قربان! لوگ مختلف قسم کی باتیں کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا پھر حضرت عمر کو حکم دیا پس امامؑ کچھ دیر خاموش رہے پھر کہا: یوں نہیں ہے جس طرح لوگ کہتے ہیں لیکن اے عیسیٰ تو بہت بحث کرتا ہے اور جب تک معہ واضح نہ ہو جائے خوش نہیں ہوتا' میں نے عرض کی! میرے ماں باپ آپؑ پر قربان! کس سے سوال کروں جو مجھے میرے دین میں فائدہ دے اور میرے نفس کی ہدایت ہو جائے مجھے خوف ہے کہ آپؑ کے علاوہ سے پوچھا تو وہ گمراہ کر دے گا' آپؑ کی مثل کسی کو حلال مشکلات بھی کسی کو نہیں پاتا ہوں! اس نے کہا: آپؐ پر بیماری سخت ہوئی تو آپؐ نے علی علیہ السلام کو بلایا آپؐ نے اپنا سر اُن کی گود میں رکھا اور بے ہوش ہو گئے اور ادھر نماز کا وقت ہو گیا۔ اذان ہوئی تو حضرت عائشہ نکلی اور اُس نے کہا اے عمر جاؤ اور لوگوں کو نماز پڑھاؤ۔

حضرت عمر نے کہا: تیرا باپ مجھ سے اس مسئلہ میں بہتر ہے اُس نے کہا:

آپ نے سچ کہا ہے لیکن وہ نرم آدمی ہے' میں پسند نہیں کرتی ہوں کہ لوگ اُس پر جست لگائیں۔ پس آپ نماز پڑھائیں اُس نے کہا: نماز وہ پڑھائے اور میں لوگوں پر نظر رکھوں گا کہ کوئی حرکت یا اچھل کود نہ کرے حالانکہ رسول خداؐ بے ہوشی کی حالت میں ہیں اور میں نہیں سمجھتا کہ وہ ہوش میں آئیں گے اور وہ بندہ ان کی تیمارداری میں مصروف ہے' ان سے الگ نہیں ہوگا یعنی وہ بندہ حضرت علی علیہ السلام ہے۔ آپؐ کے ہوش میں آنے سے پہلے پہلے نماز پڑھانے میں جلدی کرو کیونکہ اگر آپ کو ہوش آ گیا تو وہ علیؑ کو نماز پڑھانے کا حکم دے گا' میں نے پچھلی رات آپ کو دیکھا وہ علیؑ سے کہہ رہے تھے نماز! نماز!

پس حضرت ابوبکر باہر نکلے اور لوگوں کو نماز پڑھانے کے لئے آگے کیا بڑھے لوگوں نے خیال کیا کہ شاید رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِسے حکم دیا ہے کہ نماز پڑھائے...... ابھی نماز شروع نہ کی تھی کہ آپؐ کو ہوش آ گیا۔ آپؐ نے فرمایا میرے چچا عباس کو بلاؤ وہ آئے اُس نے اور علیؑ نے آپ کو سہارا دیا اور باہر لے آئے آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی پھر انہوں نے سہارا دے کر منبر پر بٹھایا جس کے بعد پھر آپؐ منبر پر نہ بیٹھے۔ اُس سارے مدینہ کے لوگ مہاجرین و انصار سب اکٹھے ہو گئے یہاں تک کہ کندھے ہی کندھے نظر آنے لگے' آپؐ منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو ہر طرف سے رونے کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ آپؐ ایک منٹ بولتے اور ایک منٹ خاموش ہو جاتے اُس وقت آپؐ نے جو خطبہ دیا اُس میں یہ فرمایا: اے مہاجرین و انصار اور جو آج اس وقت جن وانس میں سے حاضر ہے وہ اُس تک میرا پیغام پہنچائے جو یہاں موجود نہیں ہے! خبردار میں تمہارے لئے اللہ کی کتاب چھوڑے جا رہا ہوں جس میں نور اور

ہدایت ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے فرض کی ہے اس کا بیان ہے یہ اللہ کی طرف سے تم پر حجت ہے اور میری اور میرے ولی کی طرف سے حجت ہے اور میں تمہارے لئے علم اکبر کو چھوڑے جا رہا ہوں جو علم دین ہے اور ہدایت کا نور ہے اور وہ علیؑ بن ابی طالب ہے جو حبل اللہ ہے۔

واعتصموا بحبل اللّٰه جميعا ولا تفرقوا و اذكروا نعمة اللّٰه عليكم اذ كنتم اعداء فالف بين قلوبكم فاصبحتم بنعمته اخوانا و كنتم على شفا حفرة من النار فانقذكم منها كذلك يبين اللّٰه لكم آياته لعلكم تهتدون .(آل عمران آيت ١٠٣)

(اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ ڈالو اللہ کی نعمت کو یاد کرو جو اُس نے تم پر نچھاور کی جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اُس نے تمہارے دلوں کے درمیان الفت ڈالی اور تم اُس کی نعمت کی وجہ سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم جہنم کے کنارے پر تھے اُس نے تمہیں نجات بخشی اسی طرح اللہ اپنی آیات کو تمہارے لئے بیان کرتا ہے تا کہ تم ہدایت پا جاؤ!) اے لوگو! یہ علیؑ ہے جو اس سے محبت کرے اور اس کی ولایت پر ایمان رکھے گا وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کئے ہوئے وعدہ کو پورا کرے گا۔ جو اسے آج اور کل مبغوض رکھے گا وہ قیامت کے دن اندھا بہرہ آئے گا اُس کے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس کوئی حجت نہ ہوگی!

اے لوگو! کل میرے پاس دنیا دار بن کے نہ آنا کہ تم دنیا کی لذتوں میں مست ہوں اور میرے اہل بیتؑ بے چارے مظلوم آئیں اس حال میں کہ ان کا خون بہایا گیا ہوگا تم گمراہی کی پیروی سے بچنا اور جہالت پر مبنی شوریٰ سے بچنا' ایسا اصحاب کریں گے اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے نام بتائے ہیں اور جو مجھ تک پہنچایا

گیا ہے میں نے تمہارے سامنے بیان کر دیا ہے لیکن میں تمہیں جاہل قوم کی صورت میں دیکھ رہا ہوں میرے بعد کافر مرتد نہ ہو جانا' بغیر معرفت کے تاویل کرو گے اور سنت میں بدعت ایجاد کرو گے' خواہشات کی پیروی کرو گے' جو سنت' حدیث اور کلام قرآن مجید کے مخالف ہو وہ غلط اور باطل ہو گی' قرآن مجید ہدایت کرنے والا رہبر ہے اس کے لئے شاہد ہے جس کے ذریعہ سے ہدایت ہوتی ہے وہ ہدایت کی طرف حکمت اور موعظہ حسنہ کے ذریعہ دعوت دیتا ہے اور وہ (ہادی) علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہے وہ میرے بعد اولی الامر ہے۔ میرے علم' حکمت' راز' علانیہ کا وارث ہے۔ مجھ سے پہلے نبیوں کا وارث ہے میں وارث اور مورث ہوں پس تم اپنے نفسوں کی تکذیب نہ کرنا۔

اے لوگو! خدارا! میرے اہل بیتؑ کا خیال رکھنا وہ دین کے ارکان ہیں' اندھیروں میں روشنی دینے والے چراغ ہیں' علم کی کان ہیں!

علیؑ میرا بھائی' میرا وزیر' میرا امین اور میرے بعد اللہ تعالیٰ کے امر کو قائم کرنے والا ہے وہ میرے قرض کو ادا کرنے والا ہے' میری سنت کو زندہ رکھنے والا ہے وہ لوگوں میں سے سب سے پہلے مجھ پر ایمان لے آیا۔ اور سب سے آخری ہے جس نے موت کے وقت اپنے عہد کو پورا کرنا ہے اور سب سے پہلے قیامت کے دن مجھ سے ملاقات کرے گا پس جو حاضر ہیں وہ غائب تک یہ پیغام پہنچا دیں۔ اے لوگو! جو میری پیروی میں ہے تو وہ میں یہاں ہوں اور جس کسی نے مجھ سے قرض لینا ہو یا میں نے اُس سے وعدہ کیا ہوا ہو تو وہ علیؑ بن ابی طالب کے پاس آئے وہ میرے ہر وعدے اور قرض کا ضامن ہے وہ دے گا یہاں تک کہ کسی ایک کے لئے کچھ باقی نہیں رہے گا۔

مروی ہے کہ معاویہ بن ابوسفیان نے عبداللہؓ بن عباس سے امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں سوال کیا تو ابن عباسؓ نے کہا: عورتیں اس جیسا بیٹا پیدا کرنے سے عاجز ہیں خداوند کی قسم! میں نے اس کے ہم پلہ تجربہ کار سردار نہیں دیکھا میں نے اُسے جنگ صفین میں دیکھا' ان کے سر پر سفید عمامہ تھا جو بجلی کی طرح روشن تھا اُس کی دو طرفیں سینے پر تھیں۔ان کی پشت اور آنکھیں چمکتے دیئے کی طرح تھیں وہ مقام کتیبہ پر کھڑے تھے اور میرے پاس آئے اور میں لوگوں کے ہجوم میں تھا انہوں نے کہا:

اے مسلمانو! خوف خدا کو اپنا شعار بناؤ۔اطمینان وقار کی چادر اوڑھ لو اور اپنے دانتوں کو بھینچ لو اس سے تلواریں سروں سے اچٹ جایا کرتی ہیں۔زرہ کی تکمیل کرو (یعنی اس کے ساتھ خود'جوشن بھی پہن لو) اور تلواروں کو کھینچنے سے پہلے نیاموں میں اچھی طرح ہلا جلا لو اور دشمن کو ترچھی نظروں سے دیکھتے رہو اور دائیں بائیں دونوں طرف) نیزوں کے وار کرو اور دشمن کو تلواروں کی باڑ پر رکھو اور تلواروں کے ساتھ ساتھ قدموں کو آگے بڑھاؤ اور یقین رکھو کہ تم اللہ کے روبرو اور رسولؐ کے چچا زاد بھائی کے ساتھ ہو۔بار بار حملہ کرو اور بھاگنے سے شرم کرو اس لئے کہ یہ پشتوں تک کے لئے ننگ و عار اور روز محشر جہنم کی آگ کا باعث ہے خوشی سے اپنی جانیں اللہ کو دے دو اور پر اطمینان رفتار سے موت کی جانب پیش قدمی کرو اور (شامیوں کی' اس بڑی جماعت اور طنابوں سے کھینچے ہوئے خیمے کو اپنے پیش نظر رکھو اور ان کے وسط پر حملہ کرو اس لئے کہ شیطان اُسی کے ایک گوشے میں چھپا بیٹھا ہے جس نے ایک طرف تو حملے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہوا ہے اور دوسری طرف بھاگنے کے لئے قدم پیچھے ہٹا رکھا ہے تم مضبوطی سے اپنے

ارادہ پر جمے رہو یہاں تک کہ حق اجالے کی طرح ظاہر ہو جائے اور تم ہی غالب ہو اور خدا تمہارے ساتھ ہے وہ تمہارے اعمال کو ضائع و برباد نہیں ہونے دے گا۔

اور پھر چند اشعار کہے:

اذا المشكلات تصدين لی کشفت غوا مصها بالنظر

یعنی جب مجھے مشکلات درپیش آتی ہیں تو میں اُس کی گہرائیوں کو دیکھ لیتا ہوں) پھر وہاں سے کسی اور طرف چلے گئے اس کے بعد میں نے انہیں دیکھا وہ اس حال میں آگے بڑھے کہ ان کی تلوار سے خون ٹپک رہا تھا اور فرمار ہے تھے۔

قاتلوا آئمة الكفر انهم لا ايمان لهم لعلهم ينتهون

(کفر کے رہبروں کو قتل کردو کہ ان میں ایمان نہیں ہے تاکہ وہ باز آ جائیں)

اعمش نے ابن عطیہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر شام کی طرف نکلے اور حضرت عباس بن مطلبؓ اُس کے ساتھ تھا۔ وہاں ان کا استقبال ہوا وہ اپنی سواریوں سے اترے تو لوگ سب سے پہلے حضرت عباسؓ کو سلام کرتے۔ ان کی خوبصورتی، رعب و دبدبہ کو دیکھتے ہوئے لگتا تھا کہ یہی خلیفہ ہے، حضرت عمر نے کہا: شاید تم مجھ سے اِس امر کے زیادہ حقدار ہو!

حضرت عباسؓ نے کہا تجھ سے اور مجھ سے اس امر کا زیادہ حقدار وہ ہے جسے مدینہ میں چھوڑ آئے ہیں حضرت عمر نے کہا وہ کون ہے؟ حضرت عباسؓ نے کہا: جس نے ہمیں اپنی تلوار سے مارا اور ہمیں اسلام کی طرف سے لایا یعنی امیر

المومنین علی علیہ السلام۔

مجھے ابو محمد ہارون بن موسیٰ نے خبر دی اُس نے کہا: مجھے ابوالحسن محمد بن احمد بن عبداللہ بن احمد بن عیسی بن منصور نے خبر دی اُس نے کہا: مجھے ابو موسیٰ عیسی بن احمد بن عیسی بن منصور نے خبر دی اُس نے کہا مجھے حسنؑ بن علیؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن موسیٰؑ بن جعفر علیہم السلام یعنی امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: مجھے میرے باپ علیؑ نے اُسے اُس کے باپ محمدؑ نے اُسے اُس کے باپ علیؑ نے اُسے اُس کے باپ موسیٰؑ نے اُسے اُس کے باپ جعفرؑ نے اُسے اُس کے باپ محمدؑ نے اُسے اُس کے باپ علیؑ نے اُسے اُس کے باپ حسینؑ نے اُسے اُس کے باپ امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے علیؑ! تیری مثال لوگوں میں کشتی نوحؑ جیسی ہے اُس میں جو سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا اور جو سوار نہ ہوا وہ غرق ہو گیا۔ اے علیؑ جو تجھ سے محبت رکھے گا وہ نجات پا جائے گا اور جو تجھ سے بغض رکھے گا اور تمہاری محبت کو چھوڑ جائے گا وہ جہنم میں جائے گا۔ اے علیؑ! تیری مثال بیت اللہ جیسی ہے اُس میں جو داخل ہو گیا وہ امن میں آ گیا پس جو تم سے محبت اور تمہاری ولایت رکھے گا وہ جہنم کے عذاب سے امن میں ہو گا اور جو تم سے بغض رکھے گا وہ جہنم میں ڈالا جائے گا۔

یا علیؑ! (اللہ کی طرف سے لوگوں پر حج بیت اللہ فرض ہے جو اس کی طرف جانے کی استطاعت رکھتا ہو) جس کے لئے عذر ہو پس اُس کے لئے عذر ہو گا اور جو فقیر ہو اُس کے اپنا عذر ہے اور جو مریض ہو اُس کے لئے اس کا عذر ہے لیکن اللہ تعالیٰ کسی امیر، غریب، مریض، صحیح، اندھے، بینا کی تمہاری محبت اور ولایت میں کوتاہی کا عذر قبول نہیں کرے گا۔

اسی اسناد کے ساتھ ابو محمد امام حسین علیہ السلام سے روایت ہوئی ہے کہ مجھے امیر المومنین علیہ السلام نے خبر دی' مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلایا اور دوسرے لوگوں کو بھی اپنی بیماری کی حالت میں بلایا اور فرمایا: میرا قرض کون ادا کرے گا میرے وعدے کون پورے کرے گا' میری اہل بیتؑ اور امت میں میرے بعد میرا خلیفہ ہوگا؟ لوگ خاموش ہوگئے میں نے ابتداء کی اور ان باتوں کی ضمانت دی! آپؐ نے مجھے کہا کہ میری عضباء نامی اونٹنی' مرتجز گھوڑا' خچر گدھا اور ذوالفقار تلوار' زرع ذات الفضول اور دیگر جنگی اسلحہ اور کمر بند لے آؤ سب کچھ حاضر کیا گیا تو آپؐ نے وہ مجھے دے دیا اور فرمایا: اے علیؑ! اِسے میری زندگی میں لے لو تا کہ میرے بعد اس کی بابت کوئی تجھ سے جھگڑا نہ کرے پھر مجھے حکم دیا کہ اِسے گھر لے جاؤ پس میں وہ سب اپنے گھر لے گیا!

ذکر کیا گیا کہ امیر المومنین علیہ السلام کے کارندوں میں سے ایک شخص نے ان کی خدمت میں خدرجا اور بغیر جنگ کے اکٹھا کیا ہوا مال پیش کیا۔ امامؑ کے پاس جو مال لایا جاتا تھا وہ اُسے اُسی دن الگ کر دیتے' اُس میں تاخیر نہیں کرتے تھے اُس مال میں کمبل بھی تھے۔ وہ کمبل شام کے وقت آئے امامؑ نے انہیں گننے کا حکم دیا اور گنتی کے بعد مقام رحبہ میں کسی جگہ پر رکھوا تا کہ کل تقسیم کیئے جائیں گے صبح ہوئی تو مال شمار کیا گیا جس میں سے ایک کم نکلا' امیر المومنین علیہ السلام نے اس کے بارے میں پوچھا تو بتایا گیا کہ امام حسن علیہ السلام رات کو آئے تھے اُسے عاریۃً لے گئے ہیں پس امامؑ جلدی جلدی چلتے ہوئے غصے کی حالت میں امام حسن علیہ السلام کے گھر آئے۔ امامؑ کی عادت تھی کہ جب ان کے گھر جاتے تو پہلے اجازت لیتے لیکن آج بغیر اجازت گھر کے اندر داخل ہوگئے

وہ کمبل ان کے گھر میں مل گیا' امیر المومنین علیہ السلام نے اُس کمبل کے ایک کونے کو پکڑا اور کھینچ لیا اور فرمایا: اے ابومحمدؑ! آ گ' اے ابومحمدؑ! آ گ' اور اُسے لے کر باہر آ گئے۔!۱

۱ مؤلف محترم اسے یہ بات عجیب ہے کہ انہوں نے ایسی خبر کو تحریر کر دیا ہے اور اس پر نہ حاشیہ لکھا ہے اور نہ ہی تبصرہ کیا ہے کیونکہ یہ اہل بیت سے دور لوگوں کی بنائی ہوئی بات ہے۔ ہم شیعہ امامیہ کا عقیدہ ہے کہ آئمہ ہدیٰ علیہم السلام ہر بشر کی پہنچ سے بلند ہیں اور وہ ایسے امور سے پاک ہیں یہاں تک کہ ان سے ترک اولیٰ بھی صادر نہیں ہوتا وہ پیدا ہونے سے لیکر آخری سانس تک ایسے امور کو ترک کرتے ہیں۔ یہ اس لئے ہے کہ ان میں عصمت ہوتی ہے جو ایسے امور کے کرنے سے روکتی ہے بلکہ یہ اس لئے ہے کہ یہ حقیقت محمدیہ کے نور اقدس سے مشتق ہوئے ہیں دیگر کسی شے کی ان کے ساتھ آمیزش نہیں ہے جیسا کہ ان کی ولادت کے باب میں متواتر احادیث آتی ہیں اور اس پر شیخ مفید عکسی کلام جو المقالات میں ہے...... شاہد اور صادق آتی ہے اس کے علاوہ دوسرے لوگ جو ان کی ہدایت کے نور سے روشنی پاتے ہیں!

اِس بنیاد پر آپ تاریخ' سیرت اور حدیث میں ایسی بات پڑھیں جو اس عظمت الٰہیہ کے مخالف ہو اور ان کی مقدس حقیقت سے متصادم ہو اور اُس کی صحیح توجیہہ بھی نہ ہو سکتی ہو تو اُسے دیوار پر ماریں اور وہ ان احادیث میں سے ہو گی جن کو اخذ کرنے سے منع کیا گیا ہے جیسا کے امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: **لا تاخذ و افضا ئلنا من اعدائها۔** (ہمارے فضائل ہمارے دشمنوں سے نہ لو) کیونکہ دشمن کبھی بھی اپنے مخالف کی فضیلت بیان نہیں کرتا مگر یہ کہ اُس

کلام میں ایسا کچھ کہہ دیتا ہے جس سے اُس فضیلت کا سقوط ہو جاتا ہے۔

امام حسن علیہ السلام رسالت کی شاخ ہیں اور امام برحق بھی ہیں وہ تو بچپن سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں بیٹھ کر وحی کو سنتے تھے اور گھر آ کر اپنی مادر گرامی کو سناتے ایک دن ان کے والدؑ بزرگوار نے بی بیؑ سے وحی سنی تو پوچھا تم نے اِسے کہاں سے سنا ہے تو بی بیؑ نے بتایا کہ میں نے اپنے بیٹے حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے سنی ہے اپس کمبل والی حدیث صحیح نہیں ہے کیونکہ امام حسن علیہ السلام کا کمبل لے جانا اگر حق تھا تو امیر المومنین علیہ السلام ویسا نہ کرتے جیسا انہوں نے کیا اور اگر حق نہ تھا تو معصومؑ اُسے لے کر کیوں گیا کیونکہ وہ تو شکم مادر سے معصوم ہوتا ہے یہ عذر پیش کرنا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے امت کو ادب سیکھانے کے لئے ایسا کیا تو یہ تعلیم اس مورد میں منحصر نہیں ہے جو مقام امامت کے لائق نہیں ہے پس اے ذہین قاری اس سے غفلت نہ کرو!

کہا گیا ہے کہ: آپ کے بعض وعمال میں سے ایک شخص آپ کی خدمت میں خراج کا اکٹھا کیا ہوا مال لے کر آیا جس میں لؤلؤ کے دانے تھے آپؑ نے وہ دانے بلالؓ کے حوالے کر دیئے وہ بیت المال کا خزانچی تھا...... تا کہ مال اور بھی آ جائے اور پھر سارے مال کو تقسیم کیا جائے۔ آپؑ ایک دن اُس کے گھر گئے اُس کی چھوٹی بیٹی کے کان میں لؤلؤ کا دانہ دیکھا تو آپؑ نے اُس پر چوری کا الزام لگایا۔ آپؑ نے اُس کے ہاتھ سے لے لیا اور کہا: اگر تجھ پر حد واجب ہو گئی تو خدا کی قسم میں تجھ پر حد جاری کروں گا اُس نے عرض کی اے امیر المومنینؑ بلالؓ نے مجھے یہ عاریۃً دیا ہے تا کہ میں اس سے مسرت محسوس کروں اور جب تقسیم کا وقت آئے گا تو دے دوں گی آپؑ بلالؓ پر ناراض ہوئے اور اُس سے پوچھا کہ کیا اُس

نے سچ کہا ہے بلالؓ نے کہا ایسا ہی ہے! آپ نے بخدا رحم کیا اور اُس عورت کو چھوڑ دیا۔!

لے وہ بلال بن رباح ہے اس کا باپ حبشہ کے قیدیوں میں سے تھا۔ اس کی والدہ حمامہ تھی جو بنی جمح کی قیدن تھی اس کی کنیت ابو عبداللہ ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ولادت کے دس سال بعد پیدا ہوا۔ اعلان نبوت کے وقت تیس سال کا تھا۔ ہجرت کے وقت ۴۳ سال کا تھا وہ امیر المومنین علیہ السلام سے بیس سال بڑا تھا۔ لمبے قد کا تھا اس کی کمر جھکی ہوئی تھی۔ سخت کالا رنگ تھا۔ اُس کے زیادہ بال تھے اُس کے ابرو گھنے نہیں تھے اُس کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے وہ شام میں ۲۰ھ ۶۳ سال کی عمر میں فوت ہوا اور شام میں دفن ہوا لا ولد تھا۔

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں بیت المال کا خزانچی تھا اور پھلوں کے صدقات پر عامل تھا اور سفر وحضر میں آپ کا موذن تھا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی ابو بکر میں اُس کی شادی کی تھی انہیں بتایا کہ تمہارا داماد جنتی جوان ہے۔ آئمہؑ کی تواتر کے ساتھ اخبار ہیں جو اس کی گواہ ہیں۔ اور فرمایا کہ وہ عارف بالحق ہے اور امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت پر ثابت قدم رہا اور اُسے حضرت ابو بکر سے بغض تھا یہاں تک کہ حضرت عمر نے کئی مرتبہ اُسے ان کی بیعت کے لئے بلایا لیکن اُس نے کوئی جواب نہ دیا اُس نے اُسے دھمکی دی اور جلاوطن کر کے شام کی طرف بھیج دیا۔ اُس پر اہل بیت علیہم السلام نے تعریف کی اور لوگوں نے بھی اُس کی تعریف کی کہ وہ حبشہ کے مومنوں کی شفاعت کرے گا۔ ہمارے علمائے کرام کا اس پر اتفاق ہے اور اپنوں نے اس کی توثیق کی ہے اور کہا ہے کہ اُس میں ایمانی قوت راسخ تھی ان میں ایک علامہ حلیؒ شہید ثانیؒ، سید

ابن طاؤوسؒ علامہ مجلسیؒ حر عاملیؒ شیخ عبدالنبیؒ جزائریؒ سید علی خانؒ محدث نوریؒ ابو علی حائریؒ شیخ عبداللہ مامقانیؒ شیخ عباس قمی قدس اللہ ارواحھم!

صحیح یہ ہے کہ اس قصیدہ کا صاحب ابن رافع ہے جو بیت المال پر مقرر تھا' ایک دن امام علیہ السلام نے کوفہ کے منبر پر کہا: میری یہ تلوار کون خرید کرے گا کاش میرے پاس آج کی رات کھانے پینے کا خرچہ ہوتا تو میں اِسے فروخت نہ کرتا اُس کی بڑی قیمت لگی جو چالیس ہزار دینار بنی! ایک رات امام علیہ السلام کو اُن کے غلام نے ایک کمبل دیا' امامؑ نے اُسے لینے سے انکار کیا پھر پوچھا یہ کیا ہے؟ غلام نے کہا: یہ صدقہ کے کمبلوں میں سے ہے۔ امامؑ نے اُسے پھینک دیا۔ اور فرمایا: تم نے ہمیں باقی رات باندھ دیا ہے!

ایک دن امام علیہ السلام نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! میں نے تمہارے اِس امر کو باندھ دیا ہے پس خدا کی قسم مجھے اِس کے تھوڑے زیادہ کا گمان نہیں ہے سوائے ایک برتن تھا جس میں خوشبودار گھی تھا جو انہیں ایک کسان نے دیا تھا۔

امام علیہ السلام نے اپنے آخری وقت اپنے بیٹے امام حسن علیہ السلام سے خطاب کیا! کل رات تم سے ایک ایسا شخص جدا ہو گیا ہے جس کے علم اور بردباری میں نہ پہلوں میں کوئی اُس جیسا تھا اور نہ ہی بعد والوں میں! اُس نے کچھ ترکہ نہیں چھوڑا نہ زرد نہ سفید' نہ درہم نہ دینار' نہ غلام نہ کنیز......صرف اس کا ترکہ سات سو درہم تھا جو عطاء کرنے سے بچ گئے تھے وہ چاہتے تھے کہ ان پیسوں سے اپنے گھر والوں کے لئے غلام خرید کرے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے جھنڈا دیا اور فرمایا اُس وقت تک واپس نہ آئے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فتح

دے دے گا!

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم اشتر نخعی سے مروی ہے: میں نے امیر المومنین علیہ السلام کو اپنی جوانی کے دنوں میں دیکھا کوفہ کے بازار میں آئے اور ایک کپڑا بیچنے والے سے کہا: کیا تم مجھے جانتے ہو؟ اُس نے کہا ہاں آپ امیر المومنینؑ ہیں آپؑ اُس کی دوکان سے آگے چلے گئے' ایک دوسرے سے کہا اُس نے بھی پہلے شخص کی طرح جواب دیا یہاں تک کہ ایک دوکاندار سے پوچھا تو اُس نے کہا: میں آپؑ کو نہیں جانتا ہوں۔ امامؑ نے اُس سے ایک قمیض خرید کر کے پہن لی اور فرمایا: سب تعریفیں اُس ذات پروردگار کے لئے جس نے علیؑ ابن ابی طالب کو لباس پہنایا ہے۔ امامؑ نے اُس شخص سے اِس لئے خرید کیا جو انہیں نہیں جانتا تھا تا کہ وہ جان پہچان کی وجہ سے ستا نہ دے دے۔

☆☆☆

امیر المومنین علیہ السلام کے کچھ فیصلے اور سوالوں کے جواب!

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ایک بیل نے ایک گدھے کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں مار ڈالا' ان کا جھگڑا اور مقدمہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا اُس وقت آپؐ اپنے اصحاب میں تشریف فرما تھے جن میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر بھی تھے' آپؐ نے فرمایا' ابو بکر ان کے درمیان فیصلہ کرو؟ اُس نے کہا: یا رسول اللہ! چوپائے نے چوپائے کو مارا ہے کسی کے ذمہ کوئی شے نہیں ہے!

آپؐ نے فرمایا: عمر! تم ان کے درمیان فیصلہ کرو؟ اُس نے ابو بکر کی طرح کہا!

آپؐ نے فرمایا: علیؑ! تم ان کے درمیان فیصلہ کرو؟ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اے اللہ کے رسولؐ! اگر بیل گدھے کے باندھنے والی جگہ پر گیا اور اور وہاں مار دیا تو بیل کا مالک گدھے کی قیمت دے گا اور اگر گدھا بیل کے باندھنے والی جگہ پر گیا اور وہاں بیل نے گدھے کو مار دیا تو بیل کے مالک پر کچھ نہیں ہوگا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیئے اور کہا: سب تعریفیں اُس اللہ کے لیئے ہیں جس نے مجھ سے ایسے شخص کو قرار دیا ہے جو نبیوں کی مانند فیصلہ کرتا ہے!

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امیر المومنین علیہ السلام نے ایک فیصلہ کیا ایسا فیصلہ اس سے پہلے کسی نے نہیں کیا تھا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد یہ پہلا فیصلہ تھا اور وہ یہ ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت ہوئی اور حضرت ابوبکر کو لجام حکومت ملی ان کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے شراب پی تھی۔ اُسے حضرت ابوبکر نے کہا: کیا تو نے شراب پی ہے اُس نے کہا: ہاں! حضرت ابوبکر نے کہا: تم نے شراب کیوں پی ہے حالانکہ شراب پینا حرام ہے! اُس نے کہا: میں مسلمان ہوں اور ایسی قوم میں رہتا ہوں جو شراب کو حلال سمجھتے ہوئے پیتے ہیں، مجھے اس کی حرمت معلوم نہیں ہے اگر مجھے علم ہوتا تو میں شراب نہ پیتا' اب حضرت ابوبکر' حضرت عمر کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: اے ابوحفصہ تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے پس اُس نے کہا: یہ ایسی مشکل ہے جس کا حل علیؑ کے پاس ہے۔ حضرت ابوبکر نے کہا: اے جوان حضرت علی علیہ السلام کو بلا کر لے آؤ پس حضرت عمر نے کہا کہ علم لینا ہے تو اُس کے گھر جائیں' سب لوگ حضرت علی علیہ السلام کے دولت سرا پر پہنچے اُس وقت سلمانؓ وہاں موجود تھا' انہوں نے اُس جوان کی بات سنائی تو حضرت علی علیہ السلام نے ابوبکر سے کہا:

اس کے ساتھ کسی شخص کو بھیجو جو مہاجرین و انصار کے لوگوں کے پاس جائے اور ان سے پوچھے کہ کسی نے اس کے سامنے شراب کی حرمت والی آیت پڑھی ہے یا نہیں! اگر کسی نے پڑھی ہے تو وہ گواہی دے اور اگر کسی نے نہیں پڑھی تو اس پر کچھ نہیں ہوگا ابوبکر نے اُس کے ساتھ وہی کیا جو امام علیہ السلام نے کہا تھا' اس کے خلاف کسی نے بھی گواہی نہ دی اُس نے اُسے چھوڑ دیا۔ سلمانؓ نے

حضرت علی علیہ السلام سے کہا آپ نے ان کی راہنمائی کی ہے پس امامؑ نے فرمایا: میں نے ارادہ کیا کہ اُس کی اور دوسروں کی بابت اور آیت کی تاکید ہو جائے:

افمن یھدی الی الحق احق ان یتبع امّن لایھدی الا ان یھدٰی فما لکم کیف تحکمون ہ (یونس آیت ۳۵)

(کیا جو حق کی طرف ہدایت کرتا ہے وہ پیروی کیئے جانے کا زیادہ حق رکھتا ہے یا وہ جو ہدایت نہیں کرتا بلکہ اُسے ہدایت کی جاتی ہے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے تم کیسے حکم لگاتے ہو)

ابوایوب مدنی نے محمد بن ابو عمیر سے' عمر بن یزید سے ابوالمعلی نے' امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے: حضرت عمر کے پاس ایک عورت کو لایا گیا جس کا ایک انصاری کے ساتھ تعلق تھا وہ اُسے چاہتی تھی وہ کسی بہانے کی قدرت نہیں رکھتی تھی پس وہ گئی اور اُس نے انڈا لیا اس کی زردی نکال دی اور سفیدی اپنے کپڑوں پر اور اپنی رانوں پر لگالی پھر حضرت عمر کے پاس آ گئی۔ اُس نے کہا: اے امیر المومنین اس شخص نے مجھے فلاں جگہ پر پکڑا ہے اور مجھے رسوا کر دیا ہے۔ عمر نے کہا کہ انصاری کا تعاقب کیا جائے اتفاقاً وہاں حضرت علی علیہ السلام بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ انصاری نے قسمیں کھائیں اور کہا اے امیر المومنین میرے معاملہ کو ثابت کریں' جب اُس نے اِس بات کو زیادہ کہا تو عمر نے کہا اے ابوالحسنؑ آپ کا کیا خیال ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے سفیدی کی طرف دیکھا جو عورت کے کپڑوں پر تھی پھر فرمایا: گرم پانی لایا جائے بہت کھولتا ہوا پانی لایا گیا تو امامؑ نے اُس پانی کو سفیدی کی جگہ پر ڈلوایا تو سفیدی سکڑ گئی امامؑ نے اُس کو اُٹھایا اور منہ میں ڈالا جب معلوم ہو گیا کہ یہ کھانے والی شے ہے تو اُسے منہ میں

سے نکال کر پھینک دیا پھر عورت کی طرف متوجہ ہوئے اور اُس سے پوچھا تو اُس نے اصل صورت حال کا اقرار کرلیا اور اللہ تعالیٰ نے انصاری کو عمر کی سزا سے امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی وجہ سے بچالیا۔

عاصم بن ضمرہ سلولی سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عمر کے دور میں مدینہ منورہ کے ایک جوان کو یہ کہتے ہوئے سنا: اے بہترین فیصلہ کرنے والے میرے اور میری ماں کے درمیان فیصلہ فرما:

اُسے حضرت عمر نے کہا: اے جوان! اپنی والدہ کے خلاف دعا کیوں کر رہا ہے اُس نے کہا: اے امیر المومنین! اُس نے مجھے نو ماہ اپنے پیٹ میں رکھا اور دو سال مجھے دودھ پلایا' جب میں چلنے پھرنے لگا اور پھر مجھے اچھے برے کی تمیز ہونے لگی۔ مجھے دائیں بائیں کا پتہ چلنے لگا تو اُس نے مجھے پھینک دیا اور میری ماں ہونے سے انکار کرلیا اُس کا گمان ہے کہ وہ مجھے جانتی نہیں ہے پس حضرت عمر نے کہا: وہ عورت کہاں ہے کہا کہ فلاں مقام پر حضرت عمر نے کہا کہ اس کی ماں کو میرے پاس لایا جائے۔ اُس کو لایا گیا جس کے ساتھ چار بھائی تھے جنہوں نے قسم کھا کر گواہی دی کہ وہ اِس بچے کو نہیں جانتے ہیں اور یہ جوان ظالم ہے ہمیں خاندان میں رسوا کرانا چاہتا ہے۔ یہ قریش کی بچی ہے جس کی ابھی شادی تک نہیں ہوئی اس پر اپنے رب کی مہر لگی ہوئی ہے۔ حضرت عمر نے کہا: اے جوان تو کیا کہتا ہے۔ اُس نے کہا: اے امیر المومنین خدا کی قسم اس نے نو ماہ مجھے اپنے پیٹ میں رکھا دو سال دودھ پلایا۔ جب میں چلنے پھرنے لگا اور پھر مجھے اچھے برے کی تمیز ہونے لگی اور مجھے دائیں بائیں کا پتہ چلنے لگا تو اس نے مجھے پھینک دیا اور میری ماں ہونے سے انکار کر دیا اور گمان کرتی ہے کہ یہ مجھے جانتی نہیں ہے!

حضرت عمر نے کہا: اے فلانی! یہ جوان کیا کہتا ہے اُس نے کہا: اے امیر المومنین! مجھے اُس ذات کی قسم جو نور کے حجاب میں ہے جسے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا مجھے محمدؐ کے حق کی قسم نہ یہ میرا بیٹا ہے اور نہ ہی میں اسے جانتی ہوں یہ جوان مجھے اپنے خاندان میں رسوا کرنا چاہتا ہے۔ میں قریش کی لڑکی ہوں جس کی ابھی شادی نہیں ہوئی اور مجھ پر میرے رب کی مہر لگی ہوئی ہے۔ حضرت عمر نے کہا: کیا تیرے پاس گواہ ہیں اُس نے کہا: ہاں! اور وہ قسم کے ساتھ گواہی دینے والے آگے بڑھے اور انہوں نے گواہی دی کہ یہ جوان اِسے رسوا کرنا چاہتا ہے یہ قریش کی لڑکی ہے جس کی ابھی شادی بھی نہیں ہوئی اور اس پر اپنے رب کی مہر لگی ہوئی ہے! حضرت عمر نے کہا اِس جوان کو پکڑ لو اور جیل لے جاؤ یہاں تک کہ گواہوں سے پوچھا کہ اگر تمہاری گواہی جھوٹی نکلی تو تمہیں جھوٹے کی حد والے کوڑے مارے جائیں گے۔ انہوں نے غلام کا ہاتھ پکڑا تا کہ اُسے جیل لے جائیں، راستے میں ان کی امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اُس جوان نے آواز دی: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی میں ایک مظلوم جوان ہوں اور اُس نے جو حضرت عمر کے سامنے بیان دیا تھا اُسے دوبارہ کہا، پھر کہا عمر نے حکم دیا ہے کہ مجھے جیل میں ڈال دیا جائے، حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اسے واپس لے چلو پس وہ اُسے واپس لے چلے، انہیں حضرت عمر نے کہا: میں نے تمہیں جیل کا حکم دیا تھا اور تم اُسے واپس لے آئے ہو انہوں نے کہا: اے امیر المومنین! ہمیں حضرت علی علیہ السلام نے حکم دیا ہے کہ اسے آپ کے پاس لے آئیں۔ ہم نے آپ سے سنا ہوا ہے کہ علی علیہ السلام کی نافرمانی نہ کرنا۔ ہم جا رہے تھے کہ امیر المومنین علیہ السلام سے ملاقات ہوگئی۔

امامؑ نے فرمایا: اس کی والدہ کو بلایا جائے' اُسے لایا گیا تو امامؑ نے حضرت عمر سے کہا: مجھے ان کے درمیان فیصلہ کرنے کی اجازت ہے کیا؟ حضرت عمر نے کہا: سبحان اللہ! کیسے نہیں! حالانکہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپؐ نے فرمایا تم میں سب سے زیادہ علم رکھنے والا علیؑ ہے! امامؑ نے عورت سے کہا: اے عورت کیا تیرے مدعا پر کوئی گواہ ہے۔ اُس نے کہا: ہاں! قسم دے کر گواہی دینے والے آگے بڑھے اور انہوں نے گواہی دی! امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم میں تمہارے درمیان ایسا فیصلہ کروں گا جو عرش پروردگار کی مرضی کے مطابق ہوگا۔ مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بارے میں بتایا ہوا ہے اب امامؑ نے فرمایا: کیا تیرا کوئی ولی ہے عورت نے کہا: ہاں یہ میرے بھائی ہیں' امامؑ نے اُس کے بھائیوں سے کہا: کیا مجھے اس کے اور تمہارے بارے میں کوئی فیصلہ لینے کا حق ہے۔ انہوں نے کہا: ہاں! اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی! آپؑ ہمارے اور ہماری بہن کے بارے میں کوئی بھی فیصلہ کر سکتے ہو۔ امامؑ نے فرمایا: میں اللہ کو اور حضرت عمر کو اور سارے موجود مسلمانوں کو گواہ قرار دیتا ہوں کہ میں اِس عورت کی اِس جوان کے ساتھ چار سو درہم حق مہر کے عوض شادی کرتا ہوں اور اس کا مہر میں اپنے مال سے دوں گا۔ قنبر پیسے لے آؤ' قنبر پیسے لے آیا' امامؑ نے اُس کے ہاتھ میں دیئے اور کہا' پیسے لے اور اپنی بیوی کی جھولی میں ڈال اور اسے لے جا اور اس وقت واپس آنا جب شادی کی نشانی یعنی غسل کر کے آنا۔ وہ جوان اٹھا اور اُس نے عورت کی جھولی میں پیسے ڈال دیئے اور کہا اُٹھو؟

عورت پکار اُٹھی آگ آگ! اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

چچا زاد! کیا آپ میرے بیٹے سے میری شادی کرنا چاہتے ہیں خدا کی قسم یہ میرا بیٹا ہے میرے بھائیوں نے میری شادی کی تھی جس سے یہ لڑکا پیدا ہوا جب چلنے پھرنے لگا تو انہوں نے مجھے کہا کہ اس کو پھینک دے اور اس کی نفی کر دے۔ خدا کی قسم یہ میرا بیٹا ہے اور میرا جگر ہے جس کے افسوس پر میرا دل جلتا ہے پھر اُس نے جوان کے ہاتھ کو پکڑا اور چلی گئی اور حضرت عمر نے آواز دی! ہائے عمر اگر علیؑ نہ ہوتا تو عمر ہلاک ہو جاتا۔[1]

[1] یہ خبر اور دوسری ایسی اخبار اہل سنت کی کتب سے ہیں جو الغدیر جلد ۳ ص ۹۱ تالیف علامہ امینی طبع نجف میں متعدد احادیث ذکر کی ہیں جن میں حضرت عمر صورت حال سے آگاہ نہ ہونے کی وجہ سے سید الوصیین کی فضیلت کا اعتراف کرتا ہے خصوصاً دین و دنیا کے امور جن میں موجود ابہام امامؑ کی طرف سے دور ہوتا ہے۔



حضرت عمر کے دور میں دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے کہ وہاں سے ایک قیدی غلام گزرا' ان میں سے ایک نے کہا اگر یہ فلاں فلاں وزن میں نہ ہو تو میری بیوی کو تین طلاق! دوسرے نے کہا: اگر یہ اتنے وزن میں ہو جس طرح تو نے کہا ہے تو میری بیوی کو تین طلاق! دونوں غلام کے مولا کے پاس گئے اور انہوں نے کہا کہ ہم نے قسم کھائی ہے اور یہ یہ کہا ہے آپ اپنے غلام کی قید ختم کریں تا کہ ہم اِسے وزن کر سکیں!

غلام کے مولا نے کہا: اگر میں اس کی قید کو ختم کر دوں تو میری بیوی کو طلاق!

وہ سب جھگڑتے ہوئے حضرت عمر کے پاس گئے اور سارا واقعہ بتایا تو اُس نے کہا: اُس کے مولا کا اُس پر زیادہ حق ہے جاؤ اور اپنی بیویوں سے الگ ہو جاؤ' انہوں نے کہا: ہمارے ساتھ علی بن ابی طالب علیہ السلام کے پاس جاؤ ہو سکتا ہے ان کے پاس ہماری بابت کوئی شے ہو وہ امامؑ کے پاس آئے اور سارا واقعہ سنایا تو امامؑ نے فرمایا: یہ تو بہت آسان ہے پھر ایک بہت بڑا ظرف منگوایا اور غلام کو اس میں بٹھا کر برتن کو پانی کے تالاب میں ڈال دیا جہاں تک پانی پہنچا وہاں نشان لگا دیا پھر لوہا منگوا کر برتن میں ڈلا جب پانی اس نشان تک پہنچ گیا تو امامؑ نے فرمایا: اس لوہے کو وزن کر لو یہی اس کا وزن ہے! مروی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام جب ہاتھ کاٹتے تو چار انگلیوں کو کاٹتے کلائی انگوٹھا اور ہتھیلی رہنے دیتے اور جب پیر کاٹتے تو ابھری ہوئی جگہ سے کاٹتے باقی پیچھے رہنے دیتے کسی نے پوچھا اے امیر المومنینؑ! یہ کس لیئے ہے؟ امامؑ نے فرمایا: میں پسند نہیں کرتا ہوں کہ اگر توبہ کرے تو وہ خداوند کے حضور احتجاج کرے میں رکوع سجود کرنے

سے قاصر ہوں!

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے: امیر المومنین علیہ السلام کے دور میں دو شخص تھے جن میں سے ہر ایک کا دعویٰ تھا کہ دوسرا اس کا غلام ہے' ان کے درمیان گواہ بھی نہیں تھے امامؑ انہیں ایک گھر میں لے گئے اور دیوار میں دو سوراخ کیئے اور ان کے سر ان سوراخوں سے باہر نکال دیئے اور قنبر سے کہا کہ میری تلوار لے آؤ' جب میں کہوں کہ غلام کی گردن کاٹ دے تو تلوار سے غلام کی گردن کاٹ دینا پھر قنبر تلوار لے آیا اور اُس نے انہیں کہا کہ اپنے اپنے سر ان سوراخوں میں ڈالو' ایک نے اپنا سر سوراخ میں ڈال دیا اور دوسرے نے اپنا سر سوراخ میں نہ ڈالا امامؑ نے فرمایا۔ جس نے اپنا سر سوراخ میں نہیں ڈالا وہ غلام ہے دوسرے سے کہا کہ اپنے غلام کو لے جا! امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام کے دور میں بچے پتھروں کے ساتھ کھیل رہے تھے ایک بچے نے پتھر مارا جو دوسرے کے سامنے والے دانتوں پر لگا اس کا مقدمہ امیر المومنین علیہ السلام کے پاس لا گیا' گواہ نے گواہی تو امامؑ نے فرمایا: کہ معاف کر دینا بہترین اور سب سے اچھی چیز ہے بچے نے معاف کر دیا تو امامؑ نے فرمایا جو ڈرتا ہے وہ سب سے بہتر ہوتا ہے!

مروی ہے کہ جب امیر المومنین علیہ السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غسل سے فارغ ہوئے تو سقیفہ سے ایک شخص آیا اُس سے امامؑ نے پوچھا انصار نے کیا کہا ہے: اُس نے کہا انہوں نے کہا ہے کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے ہو! امامؑ نے فرمایا: تم نے اُن سے اس طرح احتجاج کیوں نہیں کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت کی تھی کہ اپنے محسن سے

حسن سلوک کرنا اور جس نے تم سے بدسلوکی کی ہو اُس سے درگزر کرنا۔ اُس نے کہا: اس میں ان پر حجت کیا ہے؟ امامؑ نے فرمایا: اگر ان میں سے امیر بن جائے تو ان کے بارے میں تو وصیت ہوئی نہیں ہے پھر فرمایا: قریش نے کیا کہا: اُس نے کہا کہ انہوں نے اس طرح احتجاج کیا کہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شجرہ سے ہیں امامؑ نے فرمایا: وہ شجرہ (درخت) سے احتجاج کرتے ہیں حالانکہ انہوں نے پھل ضائع کر دیا ہے (یعنی مجھے چھوڑ کر دوسروں کو امیر بنا لیا ہے)

سوالوں کے جواب

اصبغ بن نباتہ سے مروی ہے: ابن کوا نے کہا: امیر المومنینؑ ہمارے ساتھ مسائل میں تھے پس ابن کوا نے کہا: اے امیر المومنینؑ مجھے خبر دیں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے کسی بنی آدم سے کلام کی تھی؟

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق سے کلام کی نیکوں سے بھی اور بدکاروں سے بھی کلام کی ہے اور انہوں نے اُسے جواب بھی دیا۔ یہ بات ابن کوا پر گراں گزری اور اُسے پتہ نہ چل سکا۔ اُس نے کہا: وہ کیسے؟ امامؑ نے فرمایا: کیا تم نے قرآن مجید نہیں پڑھا جس میں اُس نے اپنے نبیؐ سے فرمایا:

و اذا اخذ ربک من بنی آدم من ظهور هم و ذريتهم و اشهدهم على انفسهم قال الست بربكم قالوا بلى (اعراف ۱۷۲)

(اے حبیبؐ! اُس وقت کو یاد کرو جب تیرے پروردگار نے بنی آدم سے

عہد لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے کہا: ہاں آپ ہمارے رب ہیں(اللہ تعالیٰ نے لوگوں سے فرمایا: انی انا اللّٰہ الرحمن الرحیم (میں اللہ ہوں جو رحمٰن ورحیم ہوں) تب اللہ نے اپنی ربوبیت' رسولوںؑ' انبیاءؑ اوصیاءؑ اور اپنی اطاعت کا اقرار لیا۔ لوگوں نے اِس عہد کا اقرار کیا اور انہیں اپنے نفسوں پر گواہ قرار دیا' فرشتوں کو ان پر گواہ بنایا کہ مبادا وہ قیامت کے دن کہیں انا کنا عن ھذا غافلین (کہ ہم اِس امر سے غافل رہ گئے تھے)۔

سید رضی ابوالحسن نے کہا: اِس آیت کی اور بھی تفسیر ہے جس کے ذکر اور بیان کا یہ مورد نہیں ہے۔

امامؑ سے ایک یہودی نے سوال کیا: زمین وآسمان کی تخلیق سے پہلے اللہ تعالیٰ کہاں تھا امامؑ نے فرمایا: جہاں تک مکان اور تھا کے بارے میں سوال ہے وہ تو لامکان ہے پس امامؑ نے اِسے مختصر کلمہ میں بیان کر دیا!

ابن کوا کے سوالوں کے جواب!

ابن کوا نے کہا: مشرق اور مغرب کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟

امام نے فرمایا: اتنا کہ جسے سورج ایک دن میں طے کر لیتا ہے' یہ مختصر اور بلیغ کلام ہے۔ مروی ہے کہ حضرت عثمان کے دروازے پر کچھ صحابہ کرام اکٹھے تھے کہ وہاں کعب الاحبار یہودی نے کہا: خدا کی قسم میں دوست رکھتا ہوں کہ اس وقت میرے پاس اصحاب محمدؐ میں سے سب سے زیادہ علم رکھنے والا شخص ہوتا اور میں اُس سے چند چیزوں کے بارے میں سوال کرتا جن سوالوں کے جواب کسی کو معلوم نہیں ہیں سوائے ایک دو شخصوں کے اور وہ بھی اگر ہوں تو؟ اتنے میں

وہاں حضرت علی علیہ السلام آئے تو صحابہ کرام ہنسنے لگے امامؑ نے ان سے ہنسنے کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ کعب نے ایک شے کی آرزو کی ہے اور کتنی جلدی اس کی دعا مستجاب ہوگئی امامؑ نے پوچھا اس کی آرزو کیا ہے؟ انہوں نے کہا اس نے آرزو کی ہے کہ کاش اصحاب محمدؐ میں سے سب سے زیادہ علم رکھنے والا میرے پاس ہوتا جس سے میں کچھ چیزوں کے بارے میں سوال کرتا اور اس کا گمان ہے کہ روئے زمین پر کوئی نہیں جانتا ہے؟ امامؑ بیٹھ گئے اور فرمایا: اے کعب اپنے سوال بیان کرو؟

اُس نے کہا: اے ابوالحسنؑ! وہ پہلا درخت کون سا ہے جو زمین پر اگایا گیا!

امام نے فرمایا: اُس درخت کے بارے میں بتاؤں جو ہمارے نزدیک ہے یا جو تمہارے نزدیک ہے۔ اُس نے کہا: جو ہمارے اور تمہارے نزدیک ہے دونوں کو بیان کریں؟

امامؑ نے فرمایا: اے کعب تمہارا گمان ہے کہ وہ درخت ہے جسے کاٹ کر کشتی بنائی گئی!

کعب نے کہا: ہم اِسی طرح کہتے ہیں۔ امام نے فرمایا: اے کعب تم جھوٹ کہتے ہو بلکہ وہ کھجور کا درخت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ جنت سے اتارا تھا وہ اُس کے سایئے میں بیٹھتا اور اُس کے پھل کو کھاتا تھا!

اے کعب اور پوچھو! اُس نے کہا: اے ابوالحسنؑ! زمین پر سب سے پہلا چشمہ کونسا جاری ہوا؟

امامؑ نے فرمایا: اُس چشمہ کے بارے میں بتاؤں جو تمہارے نزدیک ہے

یا جو ہمارے نزدیک ہے؟ کعب نے کہا: اُس کے بارے میں بتاؤ جو ہم دونوں کے نزدیک ہے! امامؑ نے فرمایا: تیرا اور تیرے ساتھیوں کا گمان ہے کہ وہ چشمہ جو بیت المقدس کے پتھر سے جاری ہوا کعب نے کہا: ہم اسی طرح کہتے ہیں' امامؑ نے فرمایا: اے کعب تم جھوٹ کہتے ہو بلکہ وہ عین الحیات ہے جس کا پانی حضرت خضر علیہ السلام نے پیا اور وہ دنیا میں اب تک باقی ہے۔

امامؑ نے فرمایا کعب اور پوچھ؟ کعب نے کہا: اے ابوالحسنؑ! کون سی جنت کی شے زمین میں ہے؟ امامؑ نے کہا: جو ہمارے نزدیک ہے یا جو تمہارے نزدیک ہے؟ اُس نے کہا: دونوں کے بارے میں بتاؤ؟ امامؑ نے فرمایا: تیرا اور تیرے ساتھیوں کا خیال ہے کہ وہ پتھر ہے جو جنت سے سفید آیا تھا اور لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے سیاہ ہو گیا ہے۔ اُس نے کہا ہم ایسے ہی کہتے ہیں! امامؑ نے فرمایا تم جھوٹ کہتے ہو بلکہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے سفید لؤلؤ کا ایک گھر زمین پر اتارا جب طوفان آیا تو اُس نے وہ گھر اُٹھالیا اور اُس کی بنیادیں باقی رہ گئیں۔

امامؑ نے فرمایا کعب اور پوچھ؟ کعب نے کہا: اے ابوالحسنؑ وہ کون ہے جس کا باپ نہیں ہے؟ وہ کون ہے جس کا خاندان کوئی نہ ہے؟ وہ کون ہے جس کا قبلہ نہیں ہے؟

امامؑ نے فرمایا: عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی باپ نہیں ہے۔ آدم علیہ السلام کا خاندان نہیں ہے' بیت اللہ کا قبلہ نہیں ہے وہ خود قبلہ ہے اس کا قبلہ کوئی نہیں ہے!

اے کعب اور پوچھ؟ کعب نے کہا: اے ابوالحسنؑ! وہ تین چیزیں کونسی ہیں جو ماں کے پیٹ میں نہیں رہیں اور جس سے باہر نہیں آئیں؟

امامؑ نے فرمایا: ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ثمود کا ناقہ (اونٹنی)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دنبہ!

اے کعب اور پوچھ؟ کعب نے کہا: اے ابوالحسنؑ! ایک صفت باقی رہ گئی ہے اگر تو نے بتا دی تو تو تو ہوگا۔ امامؑ نے فرمایا: اے کعب پوچھ! اُس نے کہا: وہ کونسی قبر ہے جو صاحب قبر کو لے کر سفر کرتی رہی؟ امامؑ نے فرمایا: وہ حضرت یونس بن متی علیہ السلام کی قبر ہے جب اللہ تعالیٰ نے اُسے مچھلی کے پیٹ میں قید کر دیا!

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے: اسقف عیسائی حضرت عمر کے پاس آیا اور اُس نے کہا: اے امیر المومنین! ہماری زمین اور علاقہ ٹھنڈا ہے جہاں بہت پیداوار ہوتی ہے جسے لشکر اٹھانے کی تاب نہیں رکھتا اور میں اپنی زمین کے جذبہ کا ضامن ہوں سارے کا سارا ہر سال اٹھا کر لے آتا ہوں پس وہ اپنا مال خود اور اپنے مددگاروں کی مدد سے لے آتا اور بیت المال میں جمع کرواتا تھا۔ حضرت عمر اُس کے لیئے برائت اور امان کی رسید لکھ کر دیتا' ایک سال اسقف آیا وہ ایک خوبصورت بوڑھا تھا اُسے حضرت عمر نے بلایا اُسے اللہ اور دین اسلام کی دعوت دی۔ اُس میں اسلام کی فضیلت اور مسلمانوں کو ملنے والی نعمتوں' کرامتوں کا ذکر کیا' اسقف نے کہا: اے عمر! تم اپنی کتاب میں پڑھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جو جنت بنائی ہے اس کا عرض آسمان و زمین کے عرض جتنا ہے جب یوں ہے تو بتاؤ جہنم کہاں ہوگی؟ یہ سن کر حضرت عمر خاموش ہو گئے اور سر جھکا لیا۔ امیر المومنین علیہ السلام وہاں موجود تھے انہوں نے فرمایا: اے عمر ابن عیسائی کو جواب دے! حضرت عمر نے کہا یا علیؑ! تم اِسے جواب دو؟ امام نے فرمایا: اے اسقف نجران! میں جواب دیتا ہوں! جب دن آتا ہے تو رات کہاں جاتی ہے اور جب رات آتی ہے تو دن کہاں جاتا ہے؟ اسقف نے کہا: میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو

مجھے اِس سوال کا جواب دے سکا ہو؟! اس کے بعد اسقف نے کہا: یہ جوان کون ہے؟ حضرت عمر نے کہا: یہ علی ابن ابی طالبؑ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا داماد اور چچازاد بھائی ہے اور سب سے پہلے ہے جو اُس کے ساتھ ایمان لایا...... یہ ابوالحسنینؑ ہے!

اسقف نے کہا: اے عمر بتا کہ زمین کا وہ حصہ کونسا ہے جس پر سورج کی کرنیں صرف ایک بار پڑیں نہ پہلے اور بعد میں پڑیں گی۔

اُسے حضرت عمر نے کہا: اس جوان سے پوچھ امامؑ نے فرمایا: میں جواب دیتا ہوں وہ دریا کا وہ حصہ جو بنی اسرائیل کے لیئے دو حصوں میں ہو گیا تھا اور اس سے راستہ بن گیا تھا وہاں سورج کی کرنیں پڑیں وہاں پہلے اور نہ بعد میں سورج کی دھوپ پڑی! اسقف نے کہا: اے جوان تو نے سچ کہا ہے!

پھر اسقف نے کہا: اے عمر مجھے اُس شے کے بارے میں خبر دے جو دنیا والوں کے ہاتھوں میں ہے اور جنت والوں کے پھلوں کے مشابہ ہے؟ حضرت عمر نے کہا: اس جوان سے پوچھو! امامؑ نے فرمایا: میں تجھے جواب دیتا ہوں وہ قرآن مجید ہے جس پر تمام دنیا والے جمع ہوتے ہیں اور اس سے اپنی حاجت لیتے ہیں اور اس سے کچھ کم نہیں ہوتا اِس طرح جنت کے پھل جنتی کھائیں گے لیکن وہ کم نہیں ہوں گے۔ اسقف نے کہا: اے جوان تو نے سچ کہا ہے!

پھر اسقف نے کہا: اے عمر! بتاؤ کہ کیا آسمانوں کے دروازے ہیں؟ حضرت عمر نے کہا: اس جوان سے پوچھو؟ امامؑ نے فرمایا: ہاں اے اسقف آسمانوں کے دروازے ہیں۔ اُس نے کہا: اے جوان! کیا ان دروازوں کے تالے بھی ہیں؟ امامؑ نے فرمایا: ہاں اے اسقف اُن کے تالے اللہ تعالٰی کے

ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے۔ اسقف نے کہا: آپ نے سچ کہا! پس ان تالوں کی چابیاں کیا ہیں؟ امامؑ نے فرمایا: لا الہ الا اللہ کی گواہی اور یہ کہ اُس سے کوئی شے پوشیدہ نہ ہے' پس اُس نے کہا: اے جوان آپ نے سچا کہا۔

پھر اسقف نے کہا: اے عمر! زمین پر پہلا خون کس کا بہایا گیا؟ اُس نے کہا: اس جوان سے پوچھو! امامؑ نے فرمایا: اے اسقف نجران میں تجھے اس کا جواب دیتا ہوں لیکن ہم تمہاری طرح نہیں کہتے ہیں کہ وہ آدم کے بیٹے کا خون تھا جسے اس کے بھائی نے قتل کیا تھا لیکن پہلا خون جو زمین پر بہایا گیا تھا وہ میثمہ حواء کا خون تھا جب قابیل بن آدم پیدا ہوئے! اسقف نے کہا اے جوان تو نے سچ کہا:

پھر اسقف نے کہا: ایک مسئلہ باقی رہ گیا اے عمر بتا کہ اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ اس بات کو سن کر حضرت عمر غضبناک ہو گئے پس امامؑ نے فرمایا: اس کا میں تجھے جواب دیتا ہوں اِس کے علاوہ بھی جو چاہو پوچھ لو: ایک دن ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تھے ایک فرشتہ آیا اُس نے سلام کیا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تو کہاں سے آیا ہے؟ اُس نے کہا اپنے رب کے پاس سے ساتویں آسمان سے آیا ہوں۔ پھر دوسرا فرشتہ آیا اور اُس نے سلام کیا' رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تو کہاں سے آیا ہے؟ اُس نے کہا: زمین کے ساتویں طبق سے اپنے رب کے پاس سے آیا ہوں۔ پھر تیسرا فرشتہ آیا اور اُس نے سلام کیا' رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تو کہاں سے آیا ہے؟ اُس نے کہا میں مشرق سے اپنے رب کے پاس سے آیا ہوں' پھر چوتھا فرشتہ آیا اور اُس نے سلام کیا' رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تو کہاں

سے آیا ہے؟ اُس نے کہا میں مغرب سے اپنے رب کے پاس سے آیا ہوں پس اللہ تعالیٰ یہاں وہاں پر ہے: **فی السماء و فی الارض اله و هو الحکیم العلیم** (آسمان میں اور زمین میں خداوند ہے وہ حکمت والا اور جاننے والا ہے)

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اس کا معنی یہ ہے کہ میرے پروردگار کی حکومت ہر مکان اور ہر جگہ پر ہے اُس کے علم سے کوئی شے دور نہیں ہے!

ایک شخص نے امیر المومنین علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا ہمارا اہل شام سے لڑنے کے لیئے جانا قضا و قدر سے تھا؟ تو آپؑ نے ایک طویل جواب دیا جس کا ایک منتخب حصہ یہ ہے۔

خداوند نے بندوں کو خود مختار بنا کر مامور کیا ہے اور (عذاب) سے ڈراتے ہوئے نہی کی ہے اُس نے آسان تکلیف دی ہے اور مشکل تکلیف سے بچایا ہے وہ تھوڑے کیئے پر زیادہ اجر دیتا ہے اس کی نافرمانی اس لیئے نہیں ہوتی کہ وہ دب گیا ہے اور نہ اُس کی اطاعت اس لیئے ہوتی ہے کہ اس نے لوگوں کو مجبور کر رکھا ہے اُس نے پیغمبروں کو تفریح کے لیئے نہیں بھیجا اور بندوں کے لیئے کتابیں بے فائدہ نہیں اتاری ہیں اور نہ آسمان و زمین اور جو ان کے بیچ میں ہے ان سب کو بے کار پیدا کیا ہے یہ تو ان لوگوں کا خیال ہے جنہوں نے کفر اختیار کیا پس!

ذلک ظن الذین کفروا فویل للذین کفروا من النار

(وہ کافروں کا گمان ہے پس کافروں کے لیئے ہلاکت اور آگ ہے)(سورۂ ص آیت ۲۷)

امام علیہ السلام کی مختصر کلام میں سے جو امامؑ نے بلاغت' مواعظ' زہد' ضرب المثال کے بارے میں بیان کی ہے اگر اس کتاب میں صرف یہی فصل لکھ

دی جائے تو اس کتاب کے لکھنے کا فائدہ حاصل ہو جاتا۔

امامؑ نے فرمایا: حکمت جہاں کہیں سے ملے اُسے لے لو کیونکہ حکمت منافق کے سینے میں بھی ہوتی ہے لیکن جب تک اُس کی زبان سے نکل کر مومن کے سینہ میں پہنچ کر دوسری حکمتوں کے ساتھ بہل نہیں جاتی تڑپتی رہتی ہے۔

امامؑ نے فرمایا: ہیبت ناکامی اور نامرادی کے ساتھ ہوتی ہے اور فرصت بادلوں کی طرح چلتی پھرتی رہتی ہے۔ اور حکمت مومن کی گمشدہ میراث ہے حکمت کو لے لو اگر منافق کے پاس ہی کیوں نہ ہو۔

امامؑ نے فرمایا: میں تمہیں پانچ چیزوں کی وصیت کرتا ہوں کہ اگر انہیں حاصل کرنے کے لیئے اونٹوں کو ایڑ لگا کر تیز ہنکاؤ تو وہ اسی قابل ہوں گی۔ تم میں سے کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے آس نہ لگائے اور اس کے گناہ کے علاوہ کسی شے سے خوف نہ کھائے اور اگر تم میں سے کسی سے کوئی ایسی بات پوچھی جائے کہ جسے وہ نہ جانتا ہو تو یہ کہنے میں نہ شرمائے کہ میں نہیں جانتا اور اگر کوئی شخص کسی بات کو نہیں جانتا اس کے سیکھنے میں نہ شرمائے، صبر کو اختیار کرو کیونکہ صبر کو ایمان سے وہی نسبت ہے جو سر کو بدن سے ہوتی ہے اگر سر نہ ہو تو بدن بے کار ہے، یونہی ایمان کے ساتھ صبر نہ ہو تو ایمان میں کوئی خوبی نہیں۔ (جس میں صبر نہیں ہے اُس میں ایمان نہیں ہے)

اصمعی نے کہا: ایک شخص امیر المومنین علیہ السلام کے پاس آیا جس نے آپؑ کی بہت زیادہ تعریف کی حالانکہ وہ امامؑ سے عقیدت اور ارادت نہ رکھتا تھا تو امامؑ نے فرمایا: جو تمہاری زبان پر ہے میں اس سے کم ہوں اور جو تمہارے دل میں ہے میں اُس سے زیادہ ہوں۔

امامؑ نے فرمایا: ہر شخص کی قیمت وہ ہنر ہے جو اُس شخص میں ہے۔

سید رضیؒ نے کہا: یہ ایسا جملہ ہے کہ نہ کوئی حکیمانہ بات اس کے ہم وزن ہے اور نہ کوئی جملہ اس کا ہم پایہ ہوسکتا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: تلوار سے بچے کھچے لوگ زیادہ باقی رہتے ہیں اور ان کی نسل زیادہ ہوتی ہے۔

امامؑ نے فرمایا: جس کی زبان پر کبھی یہ جملہ نہ آئے کہ میں نہیں جانتا تو وہ چوٹ کھانے کی جگہوں پر چوٹ کھا کر رہتا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: بوڑھے کی رائے مجھے جوان کی ہمت سے زیادہ پسند ہے۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ بوڑھے کی رائے مجھے جوان کے خطرہ میں ڈٹے رہنے سے زیادہ پسند ہے۔ امامؑ نے فرمایا حالانکہ ایک خارجی کے متعلق امامؑ نے سنا کہ وہ نماز تہجد غمگین حالت میں پڑھتا ہے تو امامؑ نے فرمایا: یقین کی حالت میں سونا شک کی حالت میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

امامؑ نے فرمایا: جب کوئی حدیث سنو اُسے عقل کے معیار پر پرکھ لو' صرف نقل الفاظ پر اکتفا نہ کرو کیونکہ علم کے نقل کرنے والے تو بہت ہیں اور اس میں غور و فکر کرنے والے کم ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: حالانکہ......امامؑ نے ایک شخص کو انا للہ و انا الیہ راجعون کہتے ہوئے سنا......فرمایا: ہمارا اسے کہنا کہ ہم اللہ کے ہیں اُس کے مالک ہونے کا اعتراف ہے۔ اور یہ کہنا کہ ہمیں اسی کی طرف پلٹنا ہے' یہ اپنے لیئے فنا کا اقرار ہے۔

ابن عباسؓ کہتا ہے کہ میں نے رسول خدا (ص) کے بعد کسی کی کلام سے

فائدہ حاصل نہیں کیا جتنا علی بن ابی طالب علیہ السلام کی کلام سے فائدہ حاصل کیا
امامؑ نے فرمایا: امابعد: کبھی کبھی انسان کو کسی شے کے مل جانے پر اتنی خوشی ہوتی ہے کہ جتنی اُس کے فوت ہو جانے پر نہیں ہوتی۔ اور کبھی کبھی انسان کو کسی شے کے فوت ہو جانے پر اتنی خوشی ہوتی ہے جو اُس کے مل جانے پر نہیں ہوتی۔ پس چاہیئے کہ آخرت کے لئے کوئی شے ملے تو خوش ہو جاؤ اور آخرت کی کوئی شے فوت ہو جائے تو اُس پر افسوس کرو دنیا میں دنیاوی شے کے مل جانے پر خوشی نہ کرو اور دنیاوی شے فوت ہو جائے تو افسوس نہ کرو پس تمہیں چاہیئے کہ مرنے کے بعد کے بارے میں سوچو کہ کیا ہوگا!

امامؑ نے فرمایا: اے اللہ جو ان لوگوں کا ہمارے بارے میں خیال ہے ہمیں اُس سے بہتر بنا اور ان لغزشوں کو بخش دے جن کا انہیں علم نہیں ہے!

امامؑ نے فرمایا: حاجت روائی تین چیزوں کے بغیر پائدار نہیں ہوتی اُسے چھوٹا سمجھا جائے تا کہ وہ بڑی قرار پائے' اُسے چھپایا جائے تا کہ وہ خود بخود ظاہر ہو اور اُس میں جلدی کی جائے تا کہ وہ خوشگوار ہو۔

امامؑ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا جس میں وہی بارگاہوں میں مقرب ہوگا جو لوگوں کے عیوب بیان کرنے والا ہوگا اور وہی خوش ذوق سمجھا جائے گا جو فاسق و فاجر ہوگا۔ اور انصاف پسند کو کمزور اور ناتواں سمجھا جائے گا۔ صدقہ کو لوگ خسارہ اور صلہ رحمی کو احسان سمجھیں گے اور عبادت لوگوں پر تفوق جتلانے کے لیئے ہوگی ایسے زمانے میں حکومت کا مدار عورتوں کے مشورے اور لڑکوں کی کارفرمائی پر ہوگا۔

امامؑ کے جسم پر ایک بوسیدہ اور پیوند لگا لباس دیکھا گیا تو آپ سے اس

کے بارے میں کہا گیا امامؑ نے فرمایا: اس سے دل متواضع اور نفس رام ہوتا ہے اور مومن اس کی پیروی کرتے ہیں امامؑ نے فرمایا: مجھے تمہاری بابت خواہشات کی پیروی اور لمبی آرزو کا خوف ہے' لمبی آرزوؤں سے آخرت بھول جاتی ہے نفس کی پیروی حق کی راہ میں روکاٹ بنتی ہے مگر یہ کہ دنیا پیٹھ دے جاتی ہے اور آخرت آتی ہے ہر ایک کے بیٹے ہوتے ہیں تم آخرت کے بیٹے بنو۔ دنیا کے بیٹے نہ بنو آج عمل کا دن ہے۔ آج حساب کا دن نہیں ہے۔ کل حساب ہوگا۔ آج چلو کل سبقت کرو جنت میں سبقت ہے اور جہنم نہایت ہے۔

دنیا و آخرت آپس میں دو ناساز گار دشمن اور دو جدا جدا راستے ہیں چنانچہ جو دنیا کو چاہے گا اور اس سے دل لگائے گا وہ آخرت سے بیزار اور دشمنی رکھے گا وہ دونوں بمنزلہ مشرق اور مغرب کے ہیں اور ان دونوں سمتوں کے درمیان چلنے والا جب بھی ایک سے قریب ہوگا تو اُسے دوسرے سے دور ہونا پڑے گا پھر ان دونوں کا رشتہ ایسا ہی ہے جیسا دوستوں کا ہوتا ہے۔

نوف بکالی کہتا ہے کہ میں نے ایک رات امیر المومنین علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ فرش خواب سے اُٹھے ایک نظر ستاروں پر ڈالی اور فرمایا اے نوف' سوتے ہو یا جاگ رہے ہو؟ میں نے عرض کی: یا امیر المومنینؑ! جاگ رہا ہوں۔ فرمایا: اے نوف!

خوش نصیب ان کے کہ جنہوں نے دنیا میں زہد اختیار کیا اور ہمہ تن آخرت کی طرف متوجہ رہے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے زمین کو فرش' مٹی کو بستر اور پانی کو خوش گوار شربت قرار دیا۔ قرآن مجید کو سینے سے لگایا اور دعا کو سپر بنایا پھر حضرت عیسی علیہ السلام کی طرح دامن کو جھاڑ کر دنیا سے الگ ہو گئے۔

امامؑ نے فرمایا: اے نوف! حضرت داود علیہ السلام رات کے ایسے ہی حصہ میں اٹھے اور فرمایا کہ یہ وہ گھڑی ہے کہ جس میں بندہ جو بھی دعا مانگے مستجاب ہوگی سوائے اُس شخص کے جو سرکاری ٹیکس وصول کرنے والا ہو یا لوگوں کی برائیاں کرنیوالا ہو یا کسی ظالم حکومت کی پولیس میں ہو یا سارنگی یا ڈھول تاشہ بجانے والا ہو۔

امامؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر فرائض کو فرض کیا ہے پس انہیں ضائع نہ کرو۔ اُس نے تمہارے لیئے حدود مقرر کی ہیں ان سے تجاوز نہ کرو۔ تمہیں کئی چیزوں سے روکا ہے ان کی خلاف ورزی نہ کرو اور جن چیزوں کا اس نے حکم بیان نہیں کیا انہیں بھولے سے بھی چھوڑ دینا لہذا خواہ مخواہ انہیں جاننے کی کوشش نہ کرنا۔ یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے رحمت ہے اللہ تم پر رحم کرے پس اس کی طرف بڑھو!

امامؑ نے فرمایا: جو لوگ دنیا سنوارنے کے لیئے دین سے ہاتھ اٹھا لیتے ہیں تو خدا اسی دنیوی فائدہ سے کہیں زیادہ ان کے لیئے نقصان کی صورتیں پیدا کر دیتا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: بہت سارے عالموں کو (دین سے) بے خبری تباہ کر دیتی ہے اور جو علم ان کے پاس ہوتا ہے انہیں ذرا بھی فائدہ نہیں پہنچاتا!

امامؑ نے فرمایا: انسان میں جو دل ہے وہ عجیب ہے جس میں حکمت کے مواد اور ذخیرے ہیں اور اس کے برخلاف بھی صفتیں پائی جاتی ہیں اگر اُسے امید کی جھلک نظر آتی ہے تو طمع اُسے ذلت میں مبتلاء کرتی ہے اور اگر طمع ابھرتی ہے تو اسے حرص تباہ و برباد کر دیتی ہے اگر نا امیدی اس پر چھا جاتی ہے تو حسرت و

اندوہ اس کے لیئے جان لیوا بن جاتے ہیں اور اگر اس پر غضب طاری ہوتا ہے تو غم و غصہ شدت اختیار کر لیتا ہے اور اگر خوش اور خوشنود ہوتا ہے تو حفظ ماتقدم کو بھول جاتا ہے اور اگر اچانک اس پر خوف طاری ہوتا ہے تو فکر و اندیشہ دوسری قسم کے تصورات سے اُسے روک دیتا ہے اگر امن و امان کا دور دورہ ہوتا ہے تو غفلت اس پر قبضہ کر لیتی ہے اور اگر مال و دولت حاصل کر لیتا ہے تو دولت مندی اُسے سرکش بنا دیتی ہے' اور اگر فقر و فاقہ کی تکلیف میں مبتلا ہو تو مصیبت و ابتلاء اُسے جکڑ لیتی ہے اور اگر بھوک اس پر غلبہ کرتی ہے تو ناتوانی اُسے اٹھنے نہیں دیتی اور اگر شکم پری بڑھ جاتی ہے تو یہ شکم پری اس کے لیئے کرب و اذیت کا باعث ہوتی ہے' کوتاہی اس کے لیئے نقصان دہ اور حد سے زیادتی اس کے لیئے تباہ کن ہوتی ہے۔

امامؑ نے فرمایا: ہم درمیانہ فرقہ ہیں جس کے ساتھ بعد میں آنے والا مل جاتا ہے اور جس کی طرف آگے بڑھ جانے والے لوگ پلٹ آتے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: خدا تم پر رحم فرمائے کچھ سفر کا ساز و سامان کر لو۔ کوچ کی آوازیں تمہارے گوش گزار ہو چکی ہیں دنیا کے وقفہ قیام کو زیادہ تصور نہ کرو اور جو تمہارے دسترس میں بہترین زاد ہے۔ اُسے لے کر (اللہ کی طرف پلٹو) کیونکہ تمہارے سامنے ایک دشوار گزار گھاٹی ہے اور پُرھول و خوفناک مراحل ہیں کہ جہاں اترے اور ٹھہرے بغیر تمہیں کوئی چارہ نہیں! پس تم اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وجہ سے اس مشکل سے نجات پا گئے کیونکہ اس کا منظر ناپسندیدہ ہے البتہ ایسی ہلاکت ہے جس کے بعد نجات نہ ہوگی' غافل شخص پر حیرت ہوگی اُس کی زندگی اُس پر حجت ہوگی۔

امامؑ نے فرمایا: وفائے عہد اور سچائی دونوں کا ہمیشہ ہمیشہ کا ساتھ ہے اور میرے علم میں اس سے بڑھ کر حفاظت کی اور کوئی سپر نہیں' جو شخص اپنی بازگشت کی حقیقت جان لیتا ہے۔ وہ کبھی غداری نہیں کرتا مگر ہمارا زمانہ ایسا ہے جس میں اکثر لوگوں نے عزر و فریب کو عقل و فراست سمجھ لیا ہے اور جاہلوں نے ان کی (چالوں) کو حسن تدبیر سے منسوب کر دیا ہے' اللہ انہیں غارت کرے۔ انہیں کیا ہو گیا ہے وہ شخص جو زمانے کے اونچ نیچ دیکھ چکا ہے اور اس کے ہیر پھیر سے آگاہ ہے وہ کبھی کوئی تدبیر اپنے لئے دیکھتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی اس کا راستہ روک کر کھڑے ہو جاتے ہیں تو وہ اس حیلہ و تدبیر کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے اور اس پر قابو پانے کے باوجود چھوڑ دیتا ہے اور جسے کوئی دینی احساس سدِ راہ نہیں ہے وہ اس موقع سے فائدہ اٹھا لے جاتا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: دنیا میں دو عامل ہیں ایک وہ ہے جو دنیا میں دنیا کے لیئے کام کرتا ہے وہ دنیا میں ایسا مگن ہو گیا ہے کہ اُسے آخرت کی فکر ہی نہیں ہے وہ پسماندگان کی نسبت فقر سے ڈرتا ہے' اور اپنے آپ کو امن میں سمجھتا ہے وہ اپنے غیر کے فائدہ کے لیئے عمر کو فنا کرتا ہے دوسرا وہ ہے جو دنیا میں دنیا کے بعد کے لیئے کام کرتا ہے اُسے بغیر عمل کے دنیا مل جاتی ہے وہ اللہ کے نزدیک دونوں کا مالک ہو جائے گا وہ جس کسی شے کے بارے میں سوال کرے گا وہ اُسے مل جاتی ہے!

امامؑ نے فرمایا: ان دونوں قسم کے عملوں میں کتنا فرق ہے ایک وہ عمل جس کی لذت مٹ جائے لیکن اس کا وبال رہ جائے اور دوسرا وہ جس کی سختی ختم ہو جائے لیکن اس کا اجر و ثواب باقی رہے۔

ایک دن امامؑ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بارے میں گفتگو فرما رہے تھے وہاں موجودہ لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا تو امامؑ نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد سے میں مظلوم رہا ہوں اس کے باوجود مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم کہتے ہو کہ میں جھوٹ بولتا ہوں۔ افسوس! سن لو کہ سب سے پہلے میں اللہ پر ایمان لے آیا تھا کیا میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ بولتا ہوں تو سن لو کہ سب سے پہلے میں نے آپ کی تصدیق کی تھی۔ لیکن! تم اُس سے دور ہو گئے ہو اور اُس کے اہل سے نہیں ہو......

امامؑ ایک جنازے کے پیچھے جا رہے تھے کہ ایک شخص کے ہنسنے کی آواز سنی جس پر امامؑ نے فرمایا گویا اس دنیا میں موت ہمارے علاوہ دوسروں کے لیئے لکھی گئی ہے اور گویا یہ حق (موت) دوسروں ہی پر لازم ہے اور گویا جن مرنے والوں کو ہم دیکھتے ہیں وہ مسافر ہیں جو عنقریب ہماری طرف پلٹ آئیں گے ادھر ہم انہیں قبروں میں اتارتے ہیں۔ اُدھر ان کا ترکہ کھانے لگتے ہیں گویا ان کے بعد ہم ہمیشہ رہنے والے ہیں پھر یہ کہ ہم نے ہر پند و نصیحت کرنے والے کو وہ مرد یا عورت ہو بھلا دیا ہے اور ہر آفت کا نشانہ بن گئے ہیں۔

خوشا نصیب اُس کے کہ جس نے اپنے مقام پر فروتنی اختیار کی جس کی کمائی پاک و پاکیزہ' نیت نیک اور خصلت و عادت پسندیدہ رہی جس نے اپنی ضرورت سے بچا ہوا مال خدا کی راہ میں صرف کیا' بے کار باتوں سے اپنی زبان کو روک لیا' لوگوں کو تکلیف دینے سے دور رہا' سنت اس کے لیئے ناگوار نہ ہوئی اور بدعت کی طرف منسوب نہ ہوا۔

سید رضیؒ نے کہا: کچھ لوگوں نے اس کلام کو اور اس سے پہلے کلام کو رسول

خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کیا ہے۔

امامؑ نے جنگ جمل سے فارغ ہونے کے بعد عورتوں کی مذمت میں فرمایا:

اے لوگو! عورتیں ایمان میں ناقص، حصوں میں ناقص اور عقل میں ناقص ہوتی ہیں ان کے نقص ایمان کا ثبوت یہ ہے کہ مخصوص ایام میں انہیں نماز روزہ چھوڑنا پڑتا ہے اور ناقص عقل ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہوتی ہے۔ اور حصہ ونصیب میں کمی یوں ہے کہ میراث میں ان کا حصہ مردوں سے آدھا ہوتا ہے بری عورتوں سے ڈرو اور اچھی عورتوں سے بھی چوکنا رہا کرو تم ان کی اچھی باتیں بھی نہ مانو تا کہ آگے بڑھ کر وہ بری باتوں کے منوانے پر اتر نہ آئیں!

امامؑ نے فرمایا: عورت کا غیرت کرنا کفر ہے اور مرد کا غیرت کرنا ایمان ہے۔

امامؑ نے فرمایا: میں اسلام کی ایسی صحیح تعریف بیان کرتا ہوں جو مجھ سے پہلے کسی نے بیان نہیں کی۔ اسلام سر تسلیم خم کرنا ہے اور سر تسلیم جھکانا یقین ہے اور یقین تصدیق ہے اور تصدیق اعتراف ہے اور اعتراف فرض کی بجا آوری ہے اور فرض کی بجا آوری عمل ہے۔

امامؑ نے فرمایا: کبھی انسان مسلمان ہوتا ہے لیکن مومن نہیں ہوتا ایمان تین چیزوں کا نام ہے۔ i۔ زبان سے اقرار ii۔ دل سے ماننا iii۔ روح کا عمل۔ نیکی تین چیزوں کے ذریعہ سے مکمل ہوتی ہے۔ i۔ نیکی کرنے میں جلدی کرنا۔ ii۔ نیکی کو بڑا نہ سمجھنا۔ iii۔ نیکی کو چھپ کر کرنا۔ جب نیکی جلدی کی جائے تو خوشی کا

باعث بنتی ہے جب اُسے بڑا نہیں سمجھو گے تو وہ بڑی ہوگی جب چھپ کر کی جائے گی تو مکمل ہو جائے گی۔

امامؑ نے فرمایا: مجھے بخیل پر تعجب ہوتا ہے کہ وہ جس فقر و ناداری سے بھاگنا چاہتا ہے اس کی طرف تیزی سے بڑھتا ہے اور جس ثروت اور خوش حالی کا طالب ہوتا ہے وہی اُس کے ہاتھ سے نکلی جاتی ہے وہ دنیا میں فقیروں کی سی زندگی بسر کرتا ہے اور آخرت میں دولت مندوں سا اُس سے محاسبہ ہوگا اور مجھے تعجب ہوتا ہے متکبر اور مغرور پر جو کل ایک نطفہ تھا اور کل کو مردار ہوگا اور مجھے تعجب ہے اس پر کہ جو اللہ کی پیدا کی ہوئی کائنات کو دیکھتا ہے اور پھر اُس کے وجود میں شک کرتا ہے اور تعجب ہے اُس پر کہ جو مرنے والوں کو دیکھتا ہے اور پھر موت کو بھولے ہوئے ہو اور تعجب ہے اُس پر جو پہلی پیدائش کو دیکھتا ہے اور پھر دوبارہ اٹھائے جانے سے انکار کرتا ہے اور تعجب ہے اُس پر جو سرائے فانی کو آباد کرتا ہے اور منزل جاودانی کو چھوڑ دیتا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: جو عمل میں کوتاہی کرتا ہے وہ غم میں مبتلا ہوتا ہے۔ اللہ کو اُس شخص کی ضرورت نہیں ہے جو اپنے نفس اور مال میں اللہ کا حصہ نہ رکھتا ہو۔ امامؑ نے سلمان فارسی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا:

دنیا کی مثال سانپ کی سی ہے جو چھونے میں نرم معلوم ہوتا ہے مگر اُس میں زہر ہلاہل بھرا ہوتا ہے فریب خوردہ جاہل اس کی طرف کھنچتا ہے اور ہوش مند و دانا اُس سے بچ کر رہتا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: شروع ہوتی سردی میں سردی سے احتیاط کرو اور آخر میں اس کا خیر مقدم کرو کیونکہ سردی جسموں میں وہی کرتی ہے جو وہ درختوں میں کرتی

ہے کہ ابتداء میں درختوں کو جھلس دیتی ہے اور آخر میں سرسبز و شاداب کرتی ہے۔

امامؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عظمت کا احساس تمہاری نظروں میں کائنات کو حقیر و پست کر دیتا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: تین خصلتیں ایسی ہیں جن کی بازگشت لوگوں پر ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے' بغاوت' بیعت کا توڑنا' فریب! اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یا ایها الناس انما بغیکم علی انفسکم

(اے لوگو! تمہاری سرکشی کا نقصان تمہی کو ہوگا) (یونس ۲۳)

فمن نکث فانما ینکث علی نفسه

(پس جو بیعت توڑے گا اس کا نقصان اُسی کو ہوگا۔) (فتح ۱۰)

لا یحیق المکر السیء الا باهله

(بدفریبی کا وبال اُس کے کرنے والے پر ہی ہوتا ہے) (فاطر آیت ۴۳)

امامؑ نے فرمایا: صفین سے پلٹتے ہوئے کوفہ سے باہر قبرستان پر نظر پڑی تو فرمایا:

اے وحشت کے گھروں' اجڑے مکانوں' اندھیری قبروں کے رہنے والو! اے خاک نشینو! اے عالم غربت کے ساکنو' اے تنہائی اور الجھن میں بسر کرنے والو تم تیز رو ہو جو ہم سے آگے بڑھ گئے ہو اور ہم تمہارے نقش قدم پر چل کر تم سے ملنے والے ہیں۔ اب صورت یہ ہے کہ تمہارے گھروں میں دوسرے بس گئے ہیں۔ تمہاری بیویوں سے اوروں نے نکاح کر لیئے ہیں اور تمہارا مال تقسیم ہو چکا ہے یہ تو ہمارے یہاں کی خبر ہے۔ اب تم کہو کہ تمہارے یہاں کی کیا خبر ہے۔

(پھر امامؑ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا) اگر انہیں بات کرنے کی اجازت دے دی جائے تو یہ تمہیں بتائیں گے کہ بہترین زادراہ تقویٰ ہے۔

امامؑ نے فرمایا: بے شک دنیا اُس شخص کے لیئے جو باور کرے۔ سچائی کا گھر ہے اور جو اس کی ان باتوں کو سمجھے اُس کے لیئے امن و عافیت کی منزل ہے اور اس سے زادراہ حاصل کرلے۔ اس کے لیئے دولتمندی کی منزل ہے اور جو اس سے نصیحت حاصل کرے اُس کے لیئے وعظ و نصیحت کا محل ہے وہ دوستان خدا کے لیئے عبادت کی جگہ اللہ کے فرشتوں کے لیئے نماز پڑھنے کا مقام وحی الٰہی کی منزل اور اولیائے خدا کی تجارت گاہ ہے۔ انہوں نے اس میں فضل و رحمت کا سودا کیا اور اس میں رہتے ہوئے جنت کو فائدہ میں حاصل کیا' تو اب کون ہے جو دنیا کی برائی کرے۔ جب کہ اس نے اپنے جدا ہونے کی اطلاع دے دی ہے اور اپنی علیحدگی کا اعلان کر دیا ہے اور اپنے بسنے والوں کی خبر دے دی ہے چنانچہ اس نے اپنی ابتلاء سے ابتلاء کا پتہ دیا ہے اور اپنی مسرتوں سے آخرت کی مسرتوں کا شوق دلایا ہے وہ رغبت دلانے اور ڈرانے' خوفزدہ کرنے اور متنبہ کرنے کے لئے شام کو امن و عافیت کا اور صبح کو درد و اندوہ کا پیغام لے کر آتی ہے تو جن لوگوں نے شرمسار ہو کر صبح کی وہ اس کی برائی کرنے لگے اور دوسرے لوگ قیامت کے دن اس کی تعریف کریں گے کہ دنیا نے ان کو آخرت کی یاد دلائی تو انہوں نے یاد رکھا اور اُس نے انہیں خبر دی تو انہوں نے تصدیق کی اور اس نے انہیں پند و نصیحت کی۔ تو انہوں نے نصیحت حاصل کی!

اے دنیا کی برائی کرنے والے! اس کے فریب میں مبتلا ہونے والے! اور اس کی غلط ملط باتوں کے دھوکے میں آنے والے! تم اس پر گرویدہ بھی

ہوتے ہو اور پھر اس کی مذمت بھی کرتے ہو۔ کیا تم دنیا کو مجرم ٹھہرانے کا حق رکھتے ہو یا وہ تمہیں مجرم ٹھہرائے تو حق بجانب ہے دنیا نے کب تمہارے ہوش و حواس سلب کیئے اور کس بات سے فریب دیا؟ کیا ہلاکت سے تمہارے باپ دادا کے بے جان ہو کر گرنے سے یا مٹی کے نیچے تمہاری ماؤں کی خواب گاہوں سے! کتنی تم نے بیماروں کی دیکھ بھال کی اور کتنی دفعہ خود تیمارداری کی! اس صبح کو کہ جب نہ دوا کارگر ہوتی نظر آتی تھی اور نہ تمہارا رونا دھونا ان کے لیئے کچھ مفید تھا۔ تم ان کے لیئے شفا کے خواہشمند تھے اور طبیبوں سے دوا دارو پوچھتے پھرتے تھے ان میں سے کسی ایک کے لیئے بھی تمہارا اندیشہ فائدہ مند ثابت نہ ہو سکا اور تمہارا مقصد حاصل نہ ہوا اور اپنی چارہ سازی سے تم موت کو اس بیمار سے نہ ہٹا سکے تو دنیا نے تو اس کے پردے میں خود تمہارا انجام اور اس کے ہلاک ہونے سے خود تمہاری ہلاکت کا نقشہ تمہیں دکھا دیا!

امامؑ نے فرمایا: مال اور اولاد دنیا کی کھیتی ہیں اور نیک عمل آخرت کی کھیتی ہیں اور کبھی کبھی کچھ لوگوں کے لیئے دونوں جمع ہو جاتے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: جو دنیا کی محبت سے دوچار ہوتا ہے وہ تین چیزوں میں مبتلا ہوتا ہے۔ غم جو دور نہیں ہوتا۔ ii۔ امید جسے حاصل نہیں کر سکتا۔ iii۔ توقع جسے پا نہیں سکتا!

امامؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ روزانہ آواز دیتا ہے: بچے جیو مرنے کے لیئے مال جمع کرو فنا کے لیئے اور عمارتیں بناؤ خراب ہونے کے لیئے!

امامؑ نے فرمایا: دنیا اصل منزل قرار کے لیئے ایک گزرگاہ ہے اس میں دو قسم کے لوگ ہیں ایک وہ جنہوں نے اس میں اپنے نفس کو بیچ ڈالا اور ہلاک کر دیا

اور دوسرا وہ جنہوں نے اپنے نفس کو خرید کر آزاد کر دیا۔

امامؑ نے فرمایا: دوست اس وقت تک دوست سمجھا نہیں جا سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کی تین موقعوں پر نگہداشت نہ کرے مصیبت کے موقع پر اس کے پس پشت اور اس کے مرنے کے بعد!

امامؑ نے فرمایا: جس شخص کو چار چیزیں عطا ہوئی ہیں وہ چار چیزوں سے محروم نہیں رہتا' جو دعا کرے وہ قبولیت سے محروم نہیں ہوتا جسے توبہ کی توفیق ہو وہ مقبولیت سے ناامید نہیں ہوتا جسے استغفار نصیب ہو وہ مغفرت سے محروم نہیں ہوتا اور جو شکر کرے وہ اضافہ سے محروم نہیں ہوتا اس کی تصدیق قرآن مجید سے ہوتی ہے چنانچہ دعا کے متعلق ارشاد الٰہی ہے۔ تم مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا اور استغفار کے متعلق فرمایا ہے جو شخص کوئی بڑا عمل کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے پھر اللہ سے مغفرت کی دعا مانگے تو وہ اللہ کو بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا پائے گا اور شکر کے بارے میں فرمایا: اگر تم شکر کرو گے تو میں تم پر نعمت میں اضافہ کروں گا۔ اور توبہ کے لیئے فرمایا: اللہ ان ہی لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے جو جہالت کی بنا پر کوئی بڑی حرکت کر بیٹھیں پھر جلدی سے توبہ کر لیں تو خدا ایسے لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور خدا جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: نماز پرہیز گار کے لیئے باعث تقرب خدا ہے اور حج پر ضعیف و ناتواں کا جہاد ہے ہر چیز کی زکوۃ ہوتی ہے اور جسم کی زکوۃ روزہ ہے اور عورت کا جہاد شوہر سے حسن معاشرت ہے۔

امامؑ نے فرمایا: جو میانہ روی اختیار کرتا ہے وہ محتاج نہیں ہوتا۔

امامؑ نے فرمایا: متعلقین کی کمی...... دو قسموں میں سے ایک قسم کی آسودگی

ہے۔

امامؑ نے فرمایا: غم......آدھا بڑھاپا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: مصیبت کے اندازہ پر (اللہ کی طرف) صبر کی ہمت حاصل ہوتی ہے جو شخص مصیبت کے وقت ران پر ہاتھ مارے اس کا عمل اکارت جاتا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: بہت سے روزہ دار ایسے ہیں جنہیں روزوں کا ثمرہ بھوک پیاس کے علاوہ کچھ نہیں ملتا اور بہت سے عابد شب زندہ دار ایسے ہیں جنہیں عبادت کے نتیجہ میں جاگنے اور زحمت اٹھانے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا' زیرک و دانا لوگوں کا سونا اور روزہ نہ رکھنا بھی قابل ستائش ہے (البتہ مستحبی روزے کی بات ہے)

امامؑ نے فرمایا: اپنے معاملات میں سود نہ کھاؤ۔ پس مجھے اُس ذات کی قسم جس نے دانے کو شگافتہ کیا اور ہواؤں کو چلایا اس امت میں سود چیونٹی کی چال کے برابر ہوگا جیسے سیاہی اندھیری رات میں ہوتی ہے۔

سید رضیؒ نے کہا: یہ کلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی مروی ہے اور یہ کوئی عجیب بات بھی نہ ہے!

امامؑ نے فرمایا: اپنے ایمان کو صدقہ سے محفوظ رکھو اور اپنے اموال کو زکوۃ سے بچاؤ اور مصیبت کو دعا سے دور کرو۔

کمیل بن زیاد نخعی سے امامؑ نے فرمایا: اسکا تمام سلسلہ یہ ہے: مجھے ہارون بن موسیٰ نے خبر دی۔ اُس نے کہا مجھے ابو علی محمد بن ھمام اسکافی نے خبر دی' اُس نے کہا: مجھے ابو عبداللہ جعفر بن محمد الحسینی نے خبر دی' مجھے محمد بن علی بن خلف نے خبر

دی' مجھے عیسی بن حسین بن عیسی بن زید علوی نے اسحاق بن ابراہیم کوفی سے' کلبی سے' ابوصالح سے کمیل بن زیاد نخعی سے خبر دی اُس نے کہا:

امیر المومنین علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور قبرستان کی طرف لے چلے' جب آبادی سے باہر نکلے تو ایک لمبی آہ بھری اور فرمایا:

اے کمیل! یہ دل اسرار اور حکمتوں کے ظروف ہیں ان میں سب سے بہتر وہ ہے جو زیادہ نگہداشت کرنے والا ہو لہٰذا میں تجھے جو بتاؤں اُسے یاد رکھنا۔

دیکھو! لوگ تین قسم کے ہوتے ہیں ایک عالم ربانی دوسرا متعلم کہ جو نجات کی راہ پر برقرار رہے اور تیسرا عوام الناس کا وہ پست گروہ ہے جو ہر پکارنے والے کے پیچھے ہو لیتا ہے اور ہر ہوا کے رخ پر مڑ جاتا ہے' نہ انہوں نے نور علم سے کسب ضیا کیا' نہ کسی مضبوط سہارے کی پناہ لی۔

اے کمیل! علم کی شناسائی ایک دین ہے کہ جس کی اقتداء کی جاتی ہے اس انسان اپنی زندگی میں دوسروں سے اپنی اطاعت منواتا ہے اور مرنے کے بعد نیک نامی حاصل کرتا ہے یاد رکھو کہ علم حاکم ہوتا ہے اور مال محکوم!

اے کمیل! مال اکٹھا کرنے والے زندہ ہونے کے باوجود مردہ ہوتے ہیں۔ اور علم حاصل کرنے والے رہتی دنیا تک باقی رہتے ہیں۔ بیشک اِن کے اجسام نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں مگر اِن کی صورتیں دلوں میں موجود رہتی ہیں۔ (اس کے بعد حضرت نے اپنے سینہ اقدس کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا) دیکھو! یہاں علم کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے کاش! اس کے اُٹھانے والے مجھے مل جاتے' ہاں ملا' کوئی تو' یا ایسا جو ذہین تو ہے' مگر ناقابل اطمینان ہے اور جو دنیا کیلئے دین کو آلۂ کار بنانے والا ہے۔ اور اللہ کی ان نعمتوں کی وجہ اس کے بندوں پر اور

اس کی حجتوں کی وجہ سے اس کے دوستوں پر تفوق و برتری جتلانے والا ہے۔ یا جوار باب حق و دانش کا مطیع تو ہے مگر اس کے دل کے گوشوں میں بصیرت کی روشنی نہیں ہے۔ بس ادھر ذرا سا شبہ عارض ہوا کہ اس کے دل میں شکوک و شبہات کی چنگاریاں بھڑکنے لگیں تو معلوم ہونا چاہیئے کہ نہ یہ اس قابل ہے اور نہ وہ اس قابل ہے یا ایسا شخص ملتا ہے کہ جو لذتوں پر مٹا ہوا ہے۔ اور با آسانی خواہش نفسانی کی راہ پر کھینچ جانے والا ہے یا ایسا شخص جو جمع آوری ذخیرہ اندوزی پر جان دیئے ہوئے ہے۔ یہ دونوں بھی دین کے کسی امر کی رعایت و پاسداری کرنے والے نہیں ہیں ان دونوں سے انتہائی قریبی شباہت چرنے والے چوپائے رکھتے ہیں۔ اسی طرح تو علم کے خزینہ داروں کے مرنے سے علم ختم ہو جاتا ہے۔ ہاں! مگر زمین ایسے فرد سے خالی نہیں رہتی کہ جو خدا کی حجت کو برقرار رکھتا ہے چاہے وہ ظاہر و مشہور ہو یا خائف و پنہاں تا کہ اللہ کی دلیلیں اور نشان مٹنے نہ پائیں اور وہ ہیں ہی کتنے اور کہاں پر ہیں؟ خدا کی قسم وہ تو گنتی میں بہت تھوڑے ہوتے ہیں' اور اللہ کے نزدیک قدر و منزلت کے لحاظ سے بہت بلند ہوتے ہیں۔ خداوند عالم ان کے ذریعہ سے اپنی حجتوں اور نشانیوں کی حفاظت کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ ان کو اپنے ایسوں کے سپرد کر دیں اور اپنے ایسوں کے دلوں میں انہیں بو دیں۔۔ علم نے انہیں ایک حقیقت و بصیرت کے انکشافات تک پہنچا دیا ہے۔ وہ یقین و اعتماد کی روح سے گھل مل گئے ہیں اور ان چیزوں کو جنہیں آرام پسند لوگوں نے دشوار قرار دے رکھا تھا۔ اپنے لیے سہل و آسان سمجھ لیا ہے' اور جن چیزوں سے جاہل بھڑک اٹھتے ہیں ان سے وہ جی لگائے بیٹھے ہیں۔ وہ ایسے جسموں کے ساتھ دنیا میں رہتے سہتے ہیں کہ جن کی روحیں ملاء اعلیٰ سے وابستہ ہیں یہی لوگ تو

زمین میں اللہ کے نائب ہیں اور ان کے دین کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔ ہائے اِن کی دید کے لیے میرے شوق کی فراوانی (پھر حضرت نے کمیل سے فرمایا) اے کمیل!

(مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا) اب جس وقت چاہو واپس جاؤ۔

امامؑ نے فرمایا: انسان اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: جو شخص اپنی قدر و منزلت کو نہیں پہچانتا وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: ہر شخص کا ایک انجام ہے وہ شیریں ہو یا تلخ!

امامؑ نے فرمایا: ہر آنے والے کے لیئے پلٹنا ہے اور جب پلٹ گیا تو ایسا جیسا کبھی تھا ہی نہیں!

امامؑ نے فرمایا: اکثر عطائیں فتنہ (آزمائش) ہوتی ہیں جن کا کھانا عاقبت میں قابل ستائش ہوتا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: حق عطا کرنے کے لیئے صبر کڑوا ہوتا ہے اور اس کا تناول کرنا طاقت میں ہوتا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: صبر کرنے والا ظفر و کامرانی سے محروم نہیں ہوتا' چاہے اس میں طویل زمانہ لگ جائے۔

امامؑ نے فرمایا: کسی جماعت کے فعل پر رضا مند ہونے والا ایسا ہے جیسے اس کے کام میں شریک ہو۔

امامؑ نے فرمایا: غلط کام میں شریک ہونے پر دو گناہ ہیں ایک اُس پر عمل کرنے کا اور ایک اُس پر رضا مند ہونے کا۔

امامؑ نے فرمایا: جب دو مختلف دعوتیں ہوں گی تو ان میں سے ایک ضرور گمراہی کی دعوت ہوگی۔

امامؑ نے فرمایا: نہ میں نے جھوٹ کہا ہے نہ مجھے جھوٹی خبر دی گئی ہے' نہ میں خود گمراہ ہوا نہ مجھے گمراہ کیا گیا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: ظلم میں پہل کرنے والا کل (ندامت سے) اپنا ہاتھ اپنے دانتوں سے کاٹتا ہوگا۔

امامؑ نے فرمایا: چل چلاؤ قریب ہے۔

امامؑ نے فرمایا: جو حق سے منہ موڑتا ہے تباہ ہو جاتا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: تم پر اطاعت بھی لازم ہے ان کی جن سے ناواقف رہنے کی بھی تمہیں معافی نہیں ہے۔

امامؑ نے فرمایا: اگر تم دیکھو۔ تو تمہیں دیکھایا جا چکا ہے اور اگر تم ہدایت حاصل کرو تو تمہیں ہدایت کی جا چکی ہے اور اگر سننا چاہو تو تمہیں سنایا جا چکا ہے۔

☆☆☆

امیر المومنین علیہ السلام کو ابن ملجم نے ضرب لگائی

تو اُس وقت انہوں نے فرمایا:

تم لوگوں سے میری وصیت ہے کہ کسی کو اللہ کا شریک نہ بنانا اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو ضائع و برباد نہ کرنا' ان دونوں ستونوں کو قائم کیئے رہنا اور ان دونوں چراغوں کو روشن رکھنا بس پھر برائیوں نے تمہارا پیچھا چھوڑ دیا' میں کل تمہارا ساتھی تھا اور آج تمہارے لیئے (سراپا) عبرت ہوں اور کل کو تمہارا ساتھ چھوڑ دوں گا۔ اگر میں زندہ رہا تو مجھے اپنے خون کا اختیار ہے اور اگر مر جاؤں موت میری وعدہ گاہ ہے اگر معاف کر دوں تو یہ میرے لیئے رضائے الٰہی کا باعث ہے اور تمہارے لیئے بھی نیکی ہوگی کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تم کو بخش دے۔

امامؑ نے فرمایا: اپنے بھائی کو شرمندہ احسان بنا کر اس کی سرزنش کرو اور لطف و کرم کے ذریعہ سے اس کے شر کو دور کرو۔

امامؑ نے فرمایا: جو شخص بدنامی کی جگہوں پر اپنے کو لے جائے تو پھر اُسے برا نہ کہے جو اس سے بدظن ہو۔

امامؑ نے فرمایا: جو اقتدار حاصل کر لیتا ہے وہ جانبداری کرنے لگتا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: جو خود رائی سے کام لے گا وہ تباہ و برباد ہوگا اور جو دوسروں سے مشورہ لے گا وہ ان کی عقلوں میں شریک ہو جائے گا۔

امامؑ نے فرمایا: جو اپنے راز کو چھپائے رہے گا اُسے پورا قابو رہے گا۔

امامؑ نے فرمایا: فقیری سب سے بڑی موت ہے۔

امامؑ نے فرمایا: جو ایسے کا حق ادا کرے کہ جو اس کا حق ادا نہ کرتا ہو تو وہ اس کی پرستش کرتا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: خالق کی معصیت میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں ہے۔

ایک شخص نے امامؑ سے نصیحت کی درخواست کی تو امامؑ نے فرمایا:

تم کو ان لوگوں میں سے نہ ہونا چاہیئے کہ جو عمل کے بغیر حسن انجام کی امید رکھتے ہیں اور امیدیں بڑھا کر توبہ کو تاخیر میں ڈال دیتے ہیں' جو دنیا کے بارے میں زاہدوں کی سی باتیں کرتے ہیں مگر ان کے اعمال دنیا طلبوں کے سے ہوتے ہیں!

اگر انہیں دنیا ملے تو وہ سیر نہیں ہوتے اور اگر نہ ملے تو قناعت نہیں کرتے۔ جو انہیں ملا ہے اس پر شکر سے قاصر رہتے ہیں اور جو بچ رہا اُس کے اضافہ کے خواہشمند رہتے ہیں اور دوسروں کو منع کرتے ہیں اور خود باز نہیں آتے اور دوسروں کو ایسی باتوں کا حکم دیتے ہیں جنہیں خود بجا نہیں لاتے!

نیکوں کو درست رکھتے ہیں مگر ان جیسے اعمال بجا نہیں لاتے اور گنہگاروں سے نفرت و عناد رکھتے ہیں حالانکہ وہ خود انہی میں داخل ہیں' اپنے گناہوں کی کثرت کے باعث موت کو برا سمجھتے ہیں مگر جن گناہوں کی وجہ سے موت کو برا سمجھتے ہیں انہی پر قائم ہیں' اس کا نفس گمان پر غلبہ پاتا ہے' یقین پر غلبہ نہیں پاتا۔ دوسروں کی بابت چھوٹے سے گناہ سے بھی ڈرتا ہے اور اپنے نفس کے لیئے اُس کے عمل سے زیادہ کی امید رکھتا ہے' اُس کو امیروں کی نیند فقیروں کے ساتھ باتیں کرنے سے زیادہ عزیز ہوتی ہے!

امامؑ نے فرمایا: انہوں نے مجھ سے قطع رحمی کی اور میری زندگی کو ضایع کیا اور میرے حق کو روک لیا اور میرے بڑے مقام کو چھوٹا سمجھا اور میرے ساتھ جھگڑے پر اکٹھے ہو گئے۔

اگر کوئی شخص اپنے حق میں دیر کرے تو اس پر عیب نہیں لگایا جا سکتا بلکہ عیب کی بات یہ ہے کہ انسان دوسرے کے حق پر چھاپا مارے۔

امامؑ نے فرمایا: فرصت (موقع) بادلوں کی طرح چلتی جاتی ہے۔

امامؑ نے فرمایا: خود پسندی ترقی سے مانع ہوتی ہے۔

امامؑ نے فرمایا: آخرت کا مرحلہ قریب اور دنیا میں باہمی رفاقت کی مدت کم ہے۔

امامؑ نے فرمایا: آنکھ والے کے لئے صبح روشن ہو چکی ہے۔

امامؑ نے فرمایا: ترک گناہ کی منزل بعد میں توبہ کرنے سے آسان ہے۔

امامؑ نے فرمایا: بسا اوقات ایک دفعہ کا کھانا بہت دفعہ کے کھانوں سے مانع ہو جاتا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: لوگ اُس چیز کے دشمن ہوتے ہیں جسے نہیں جانتے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: جو شخص مختلف راویوں کا سامنا کرتا ہے وہ خطا و لغزش کے مقامات کو پہچان لیتا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کی خاطر سنان غضب تیز کرتا ہے وہ باطل کے سورماؤں کے قتل پر توانا ہو جاتا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: جب کسی امر سے دہشت محسوس کرو تو اُس میں پھاند پڑو' اس لیئے کہ کھٹکا لگا رہنا اُس ضرر سے کہ جس کا خوف ہے زیادہ تکلیف دہ چیز

ہے۔

امامؑ نے فرمایا: بدکار کی سرزنش نیک کو اس کا بدلہ دے کر کرو۔

امامؑ نے فرمایا: دوسرے کے سینہ سے کینہ وشر کی جڑ اس طرح کاٹو کہ خود اپنے سینہ سے اُسے نکال پھینکو!

امامؑ نے فرمایا: ضد اور ہٹ دھرمی صحیح رائے کو دور کر دیتی ہے۔

امامؑ نے فرمایا: لالچ ہمیشہ کی غلامی ہے۔

امامؑ نے فرمایا: کوتاہی کا نتیجہ شرمندگی (اور احتیاط دور اندیشی کا نتیجہ سلامتی ہے)

امامؑ نے فرمایا: جسے صبر رہائی نہیں دلاتا۔ اُسے بے تابی و بے قراری ہلاک کر دیتی ہے۔

امامؑ نے فرمایا: عجیب! خلافت کا کیا معیار بس صحابیت اگر قرابت ہی ہے!

حالانکہ اس کا معیار صحابیت اور قرابت نہیں ہے۔ مروی ہے کہ قرابت اور نص خلافت کا معیار ہے اس بابت ایک شعر ہے۔

فان کنت بالشوری ملکت امورهم فکیف بهذا والمشیرون غیب

و ان کنت بالقربی حججت خصیمهم نغیرک اولی بالنبی و اقرب

(اگر تم شوریٰ کے ذریعہ سے لوگوں کے سیاہ سفید کے مالک ہو گئے ہو تو یہ کیسے؟ جب کہ مشورہ دینے کے حقدار افراد غیر حاضر تھے اور اگر قرابت کی وجہ سے تم اپنے حریف پر غالب آئے ہو تو پھر تمہارے علاوہ دوسرا نبی کا زیادہ حقدار اور ان سے زیادہ قریبی ہے)

امامؑ نے اس بات سے احتجاج کے راستہ کو واضح کیا ہے اور اپنے مدمقابل کے سامنے حجت کے ذریعہ استدلال کیا ہے!

ابو جعفر کوفی سے سوال کیا گیا اور وہ نیکوکار لوگوں میں سے تھا وہ مشابہات قرآنی اور اُس کے معلوم کی گہرائیوں میں کامل دسترس رکھتا تھا' خبر میں آیا ہے: وہ بہترین عبادت الٰہی کرنے والا تھا' اللہ تعالیٰ نے اُسے حکمت دی تھی۔ اُس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلما بلغ اشده واستوٰى اتيناه حكما و علماط

(جب وہ اپنی پوری جوانی کو پہنچا تو ہم نے اُسے حکم اور علم عطا کیا۔)

وكذلك نجزى المحسنينَ (قصص ۱۴) وعدا عليه حقا(سورۂ توبه ۱۱۱)

(اسی طرح ہم احسان کرنے والوں کو جزا دیتے ہیں یہ ان پر حق کا وعدہ ہے۔)

کیا تم نہیں دیکھتے کہ حضرت علی علیہ السلام بچپن میں ایمان لائے اور تھوڑے سے عرصے میں ناطق اور حکیم بن گئے۔

امامؑ نے فرمایا: اللہ اُس شخص پر رحم فرمائے جو حکم سنے اور اُس پر عمل کرے اور ہادی کو پکڑے اور نجات پا جائے خلوص کے ساتھ آگے بڑھے اور نیک عمل کرے اور اعمال صالحہ کرے۔ اور برائیوں سے اجتناب کرے۔ گناہوں سے ڈرے اور اپنے پروردگار کی عبادت کرے اور صبر کو اپنی نجات کا ذریعہ بنائے اور تقویٰ کو اپنی موت کی عدت قرار دے اس فرصت کو غنیمت سمجھے موت کی طرف جلدی کرے' امیدوں کو قطع کرے اور عمل کو زادِ راہ بنائے۔

پھر ابو جعفرؒ نے کہا: کیا اِس سے مختصر کلام تم نے دیکھی ہے اور ایسا وعظ جو

اس سے زیادہ بلیغ ہوا ایسا کیونکر نہ ہوتا حالانکہ وہ قریش کا خطیب ہے!

امامؑ نے فرمایا: آہستہ چلو پیچھے والوں سے مل جاؤ گے۔

شریف رضی ابوالحسن نے کہا: یہ کلمہ کتنا قلیل (چھوٹا) ہے اور اسکا فائدہ کتنا بڑا ہے اور اس کی قدر و منزلت کتنی زیادہ ہے اس کے مفاہیم کتنے گہرے ہیں اور اس سے کتنا نور ساطع ہوتا ہے اور اس کلمہ میں کتنے فائدے مضمر ہیں۔ امامؑ کا قول: تمہارے پیچھے رہنے والے اب تمہارے لیئے فائدہ اور تحفہ ہیں تمہارے پہلے بعد والوں کا انتظار کرتے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: خاموشی میں خیر نہیں ہے کہ تم حکم سے خاموشی اختیار کرو جس طرح جاہلانہ گفتگو میں بھلائی نہیں ہوتی۔

امامؑ نے فرمایا: اے فرزند آدمؑ! تو نے اپنی غذا سے جو زیادہ کمایا ہے اس میں دوسرے کا خزانچی ہے۔

امامؑ نے فرمایا: دلوں کے لیئے رغبت و میلان آگے بڑھنا اور پیچھے ہٹنا ہوتا ہے لہٰذا ان سے اس وقت کام لو جب ان میں خواہش و میلان ہو کیونکہ دل کو مجبور کر کے کسی کام پر لگایا جائے تو اُسے کچھ سجھائی نہیں دیتا!

امامؑ نے فرمایا: لوگ سوئے ہوئے ہیں جب مریں گے تو جاگ جائیں گے۔

انہوں نے کہا کہ امامؑ نے فرمایا: مجھے جب غصہ آئے تو کب اپنے غصے کو اتاروں کیا اُس وقت کہ جب انتقام نہ لے سکوں اور یہ کہا جائے کہ صبر کیجئے یا اُس وقت کہ جب انتقام پر قدرت ہو اور کہا جائے کہ بہتر ہے درگزر کیجئے۔

امامؑ نے فرمایا: آپ کا گزر ہوا ایک گھوڑے کی طرف جس پر غلاظتیں

تھیں۔

فرمایا: یہ وہ ہے جس کے ساتھ بخل کرنے والوں سے بخل کیا تھا ایک اور روایت میں ہے کہ اس موقع پر آپؑ نے فرمایا یہ وہ ہے جس پر تم لوگ کل ایک دوسرے پر رشک کرتے تھے۔

امامؑ نے فرمایا: تمہارا وہ مال اکارت نہیں گیا جو تمہارے لیئے عبرت و نصیحت کا باعث بن جائے۔

امامؑ نے فرمایا: یہ دل بھی اس طرح تھکتے ہیں جس طرح بدن تھکتے ہیں لہذا (جب ایسا ہو تو) ان کے لیے لطیف حکیمانہ جملے تلاش کرو۔

امامؑ نے اپنے صحابہ سے فرمایا جو معاویہ کی طرف جھکاؤ کر رہے تھے ان سے فرمایا: ان کی سرکشی کے لیئے یہی کافی ہے اور ان کی بدبختی کے لیئے یہی کافی ہے کہ وہ ہدایت اور حق سے فرار کر گئے ہیں۔ انہوں نے حق کو ضائع کر کے اندھے پن اور جہالت کو اختیار کر لیا ہے۔ وہ دنیادار ہیں جو دنیا کی طرف بڑھ گئے ہیں وہ جانتے ہیں کہ کچھ لوگ حق کے لیئے نمونہ ہیں وہ حق سے بھاگ گئے ہیں ان کے لیئے بُعد اور بدبختی ہے!

امامؑ نے جب خارجیوں کی آواز سنی: لاحکم الا اللہ (حکم اللہ تعالیٰ کے لیئے ہے) تو فرمایا: یہ کلمہ حق ہے لیکن اس سے مراد باطل ہے۔

امامؑ نے بازاری لوگوں کی بھیڑ بھاڑ کے بارے میں فرمایا: جب اکٹھا ہوتے ہیں تو باعث ضرر ہوتے ہیں اور جب منتشر ہو جاتے ہیں تو فائدہ مند ثابت ہوتے ہیں لوگوں نے کہا: ہمیں ان کے مجتمع ہونے کا نقصان تو معلوم ہے مگر ان کے منتشر ہونے کا فائدہ کیا ہے؟ امامؑ نے فرمایا: پیشہ ور اپنے اپنے کاروبار

کی طرف پلٹ جاتے ہیں تو لوگ ان کے ذریعہ سے فائدہ اٹھاتے ہیں جیسے معمار اپنی (زیرِ تعمیر) عمارت کی طرف جولاہا اپنے کاروبار کی طرف اور نانبائی اپنے تنور کی طرف۔

امامؑ کے سامنے ایک مجرم لایا گیا جس کے ساتھ تماشائیوں کا ہجوم تھا تو آپؑ نے فرمایا: اُن چہروں پر پھٹکار کہ جو ہر رسوائی کے موقع پر ہی نظر آتے ہیں امامؑ نے فرمایا: ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں جو اس کی حفاظت کرتے ہیں اور جب موت کا وقت آتا ہے تو وہ اس کے اور موت کے درمیان سے ہٹ جاتے ہیں اور بے شک انسان کی مقرر عمر اس کے لیئے ایک مضبوط سپر ہے!

امام علیہ السلام کے خطبہ سے: خبردار خطائیں اور غلطیاں سورج کی طرف اونٹ ہیں جن پر گنہگار سوار ہوتے ہیں اور لگام چھوڑ دیتے ہیں جو انہیں جہنم میں لے جاتا ہے۔ خبردار! تقویٰ ذلت کو دور کرتا ہے اُس پر پرہیزگار سوار ہوتے ہیں اور وہ اُنہیں جنت میں لے جاتا ہے۔ اس خطبہ میں سے ہے امامؑ نے فرمایا: حق ہے اور باطل ہے ان میں سے ہر ایک کے اہل ہیں یعنی اہل حق اور اہل باطل پس اگر باطل حکم دے تو یہ نئی بات نہیں ہے بلکہ قدیم سے ایسا ہوتا رہتا ہے اور اگر حق کہے البتہ ایسا ہوتا ہے جو شے پیچھے رہ جاتی ہے وہ آگے بھی بڑھتی ہے انہوں نے کہا جب طلحہ اور زبیر نے امامؑ سے کہا کہ ہم آپ کی اس شرط پر بیعت کرتے ہیں کہ حکومت میں آپ کے ساتھ شریک ہوں گے تو امامؑ نے فرمایا: تم تقویت پہنچانے اور ہاتھ بٹانے میں شریک' عاجزی اور موقع پر مددگار رہو گے۔

امامؑ نے کوفہ کی مدح سرائی کرتے ہوئے فرمایا: اے کوفہ تو کتنا اچھا ہے اور کتنی تیری آب و ہوا اچھی ہے بہت زیادہ تیرے رہنے والے بد ہوں گے جو

یہاں سے گناہ کے ساتھ نکل جائیں گے اور کئی لوگ رحمت کے ساتھ یہاں آئیں گے دنیا ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تیری طرف ہر مومن آئے گا اور یہاں سے ہر کافر چلا جائے گا۔ دنیا ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ یہاں سے دو نہریں دو نہروں کی طرف جائیں گی اور ایک شخص خچر پر سوار ہوگا جو جمعہ پڑھنا چاہتا ہوگا لیکن نماز جمعہ پڑھ نہیں سکے گا۔

امامؑ نے فرمایا: مصالحت غیبی آزمائش ہے۔

امامؑ نے فرمایا: ان کے دور کے لوگ اپنے آباؤ و اجداد کے مشابہ ہوتے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: اے لوگو! اُس ذات سے ڈرو جو تمہاری ہر کی گئی بات کو سنتا ہے اور تمہارے دل میں رکھے ہوئے ہر راز کو جانتا ہے موت کی طرف جلدی کرو جس سے بھاگو گے تو وہ تمہیں پالے گی اور کھڑے ہو جاؤ تو تمہیں اُچک لے گی اگر تم اُسے بھول جاؤ تو وہ تمہیں اپنی یاد دلاتی ہے۔

امامؑ نے فرمایا: تمہیں نیکی میں وہ زہد عطا نہیں کر سکتا جو تیرا شکریہ ادا نہیں کرتا اور اُس سے کسی شے کو سنتا نہیں ہے۔

امامؑ نے فرمایا: اے اولاد آدمؑ! اپنے آنے والے دن کو آج کے دن پر محمول نہ کرو اگر اُس دن تجھے موت نہ آئی تو اُس دن اللہ تعالیٰ تجھے رزق دے گا۔

امامؑ نے فرمایا: حلیم بردبار کے حلم کا پہلا بدلہ یہ ہے کہ لوگ جاہل کے خلاف اُس کا ساتھ دیتے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: سب سے افضل چادر بردباری کی چادر ہے اگر تو بردبار نہیں ہے تو بردبار بن کیونکہ جو کسی قوم کے مشابہ ہوتا ہے وہ ان میں سے ہو جاتا ہے۔

امیر المومنین علی علیہ السلام کی اپنے بیٹے امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کو وصیت

اے بیٹا! جب میں نے دیکھا کہ کافی عمر تک پہنچ چکا ہوں اور میرے بدن کی کمزوری بڑھتی جا رہی ہے تو میں نے وصیت کرنے میں جلدی کی اور اس میں کچھ اہم مضامین درج کیئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ موت میری طرف سبقت کر جائے اور دل کی بات دل ہی میں رہ جائے یا بدن کی طرح عقل اور رائے بھی کمزور پڑ جائے یا وصیت سے پہلے ہی تم پر کچھ خواہشات کا تسلط ہو جائے یا دنیا کے جھمیلے تمہیں گھیر لیں کہ تم بھڑک اٹھنے والے منہ زور اونٹ کی طرح ہو جاؤ کیونکہ کم سن کا دل اُس خالی زمین کی مانند ہوتا ہے جس میں جو بیج ڈالا جاتا ہے اُسے قبول کر لیتی ہے لہذا قبل اس کے کہ تمہارا دل سخت ہو جائے اور تمہارا ذہن دوسری باتوں میں لگ جائے میں نے تعلیم دینے کے لیئے قدم اُٹھایا تا کہ تم عقل سلیم کے ذریعہ ان چیزوں کے قبول کرنے کے لیئے آمادہ ہو جاؤ کہ جن کی آزمائش اور تجربہ کی زحمت سے تجربہ کاروں نے تمہیں بچالیا ہے اس طرح تم تلاش کی زحمت سے مستغنی اور تجربہ کی کلفتوں سے آسودہ ہو جاؤ گے اور تجربہ وعلم کی وہ باتیں (بے تعب ومشقت) تم تک پہنچ رہی ہیں کہ جن پر ہم مطلع ہوتے اور پھر وہ چیزیں بھی اجاگر ہو کر تمہارے سامنے آ رہی ہیں کہ جن میں سے کچھ ممکن ہے ہماری نظروں سے اوجھل ہو گئی ہوں۔

دیکھو تمہارے سامنے ایک دشوار گزار اور دور دراز راستہ ہے جس کے لیئے

بہترین زاد اور بقدر کفایت توشہ کی فراہمی اس کے علاوہ سبکباری ضروری ہے لہذا اپنی طاقت سے زیادہ اپنی پیٹھ پر بوجھ نہ لاد و کہ اس کا بار تمہارے لیئے وبال جان بن جائے گا اور جب ایسے فاقہ کش لوگ مل جائیں کہ جو تمہارا توشہ اٹھا کر میدان حشر میں پہنچا دیں اور کل کو جبکہ تمہیں اس کی ضرورت پڑے گی اور وہ اُسے تمہارے حوالے کر دیں تو اسے غنیمت جانو اور جتنا ہو سکے اس کی پشت پر رکھ دو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ پھر تم ایسے شخص کو ڈھونڈ و اور نہ پاؤ اور جو تمہاری دولت مندی کی حالت میں تم سے قرض مانگ رہا ہے اس وعدہ پر کہ تمہاری تنگدستی کے وقت ادا کر دے گا تو اُسے غنیمت جانو!

یاد رکھو تمہارے سامنے ایک دشوار گزار گھاٹی ہے جس میں ہلکا پھلکا آدمی گراں بار آدمی سے کہیں اچھی حالت میں ہوگا اور سست رفتار تیز قدم دوڑنے والے کی بہ نسبت بری حالت میں ہوگا اور اس راہ میں لامحالہ تمہاری منزلت جنت ہوگی۔

دوزخ! لہٰذا اترنے سے پہلے جگہ منتخب کر لو اور پڑاؤ ڈالنے سے پہلے اسی جگہ کو ٹھیک ٹھاک کر لو کیونکہ موت کے بعد خوشنودی حاصل کرنے کا موقع نہ ہوگا اور نہ دنیا کی طرف پلٹنے کی کوئی صورت ہوگی۔

یاد رکھو! تم آخرت کے لیئے پیدا ہوئے ہو نہ کہ دنیا کے لئے! فنا کے لیئے پیدا ہوئے ہو نہ کہ بقا کے لیئے! موت کے لیئے بنے ہو نہ کہ زندگی کے لیئے! تم ایک ایسی منزل میں ہو جس کا کوئی حصہ ٹھیک نہیں ہے اور ایک ایسے گھر میں ہو جو آخرت کا ساز و سامان مہیا کرنے کے لیئے ہے اور صرف منزل آخرت کی گزرگاہ ہے تم وہ ہو جس کا موت پیچھا کر رہی ہے جس سے بھاگنے والا چھٹکارا نہیں پاتا!

خبردار! تمہیں طمع و حرص کی تیز رو سواریاں ہلاکت کے گھاٹ پر نہ لا اتاریں اگر ہو سکے تو یہ کرو کہ اپنے اور اللہ کے درمیان کسی صاحب نعمت کو واسطہ بنالو (تو تمہیں تمہارا حصہ مل جائے گا۔)

بدترین ظلم وہ ہے جس کسی کمزور اور ناتواں پر کیا جائے۔ جہاں نرمی سے کام لینا نامناسب ہو وہاں سخت گیری ہی نرمی ہے۔ کبھی کبھی دوا بیماری اور بیماری دوا بن جاتی ہے۔ کبھی بدخواہ بھلائی کی راہ دکھادیا کرتا ہے۔ اور دوست فریب دے جاتا ہے خبردار امیدوں کے سہارے پر نہ بیٹھنا کیونکہ امیدیں رحمتوں کا سرمایہ ہوتی ہیں تجربہ وہ ہے جو پند و نصیحت دے فرصت کا موقع غنیمت جانو قبل اس کے کہ وہ رنج و اندوہ کا سبب بن جائے۔

پست طینت مددگار میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔ اپنے دوست کے دشمن کو دوست نہ بناؤ ورنہ اُس دوست کے دشمن قرار پاؤ گے دوست کو کھری کھری نصیحت کی باتیں سناؤ خواہ اُسے اچھی لگیں یا بری! اپنے کسی دوست سے تعلقات قطع کرنا چاہو تو اپنے دل میں اتنی جگہ رہنے دو کہ اگر اس کا رویہ بدلے تو اُس کے لیئے گنجائش ہو تمہارا دوست قطع تعلق کرے تو تم رشتہ محبت جوڑنے میں اس پر بازی لے جاؤ' اور وہ برائی سے پیش آئے تو تم حسن سلوک میں اُس سے بڑھ جاؤ' ظالم کا ظلم تم پر گراں نہ گزرے کیونکہ وہ اپنے نقصان اور اپنے فائدہ کے لیئے سرگرم عمل ہے اور جو تمہاری خوشی کا باعث ہو اس کا صلہ یہ نہیں کہ اُس سے برائی کرو۔

اے بیٹا! یقین رکھو کہ رزق دو طرح کا ہوتا ہے ایک وہ جس کی تم جستجو کرتے ہو اور دوسرا وہ جو تمہاری جستجو میں لگا ہوا ہے اگر تم اس کی طرف نہ جاؤ گے

تو بھی وہ تم تک آ کر رہے گا ضرورت پڑنے پر گڑ گڑانا اور مطلب نکل جانے پر کج خلقی سے پیش آنا کتنی بری عادت ہے پس دنیا سے صرف اتنا ہی اپنا سمجھو جس سے اپنی قبر کی منزل سنوار سکو! موجودہ حالات سے آنے والے حالات کا قیاس کرو ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ' کہ جن پر نصیحت اس وقت تک کارگر نہیں ہوتی جب تک انہیں پوری طرح تکلیف نہ پہنچائی جائے کیونکہ عقلمند باتوں سے مان جاتے ہیں اور حیوان مار کے بغیر نہیں مانتے! جو درمیانی راستہ چھوڑ دیتا ہے وہ بے راہ ہو جاتا ہے!

جو حق سے تجاوز کر جاتا ہے اس کا راستہ تنگ ہو جاتا ہے! اور جو اپنی حیثیت سے آگے نہیں بڑھتا اس کی منزلت برقرار رہتی ہے!

کبھی آنکھوں والا صحیح راہ کھو دیتا ہے اور اندھا صحیح راہ پالیتا ہے!

جاہل سے تعلق توڑنا عقلمند سے رشتہ جوڑنے کے برابر ہے!

جب حکومت بدلتی ہے تو زمانہ بدل جاتا ہے...... غم کو دور کرنے والی بہترین شے یقین ہے!

عورتوں سے ہرگز مشورہ نہ لو کیونکہ ان کی رائے کمزور اور ارادہ سست ہوتا ہے انہیں پردہ میں بیٹھا کر ان کی آنکھوں کو تاک جھانک سے روکو کیونکہ پردہ کی سختی ان کی عزت و آبرو کو برقرار رکھنے والی ہے اور ان کا گھروں سے نکلنا اس سے زیادہ خطرناک نہیں ہوتا...... جتنا کسی ناقابل اعتماد کو گھر میں آنے دینا!

اگر بن پڑے تو ایسا کرو کہ تمہارے علاوہ کسی اور کو وہ پہچانتی ہی نہ ہوں' عورت کو اُس کے ذاتی امور کے علاوہ دوسرے اختیار نہ سونپو کیونکہ عورت ایک پھول ہے وہ کارفرما اور حکمران نہیں ہے۔ اس کا پاس و لحاظ اس کی ذات سے

آ گے نہ بڑھاؤ اور یہ حوصلہ پیدا ہونے نہ دو کہ وہ دوسروں کی سفارش کرنے لگے بے محل بدگمانی کا اظہار نہ کرو کیونکہ اس سے نیک چلن اور پاکباز عورت بھی بے راہ روی و بدکاری کی راہ دیکھ لیتی ہے!

یہ وصیت ہے اُس باپ کی جو فنا ہونے والا اور زمانہ (کی چیرہ دستیوں) کا اقرار کرنے والا ہے جس کی عمر پیٹھ پھرائے ہوئے ہے اور جو زمانہ کی سختیوں سے لاچار ہے اور دنیا کی برائیوں کو محسوس کر چکا ہے اور مرنے والوں کے گھروں میں مقیم اور کل کو یہاں سے رخت سفر باندھ لینے والا ہے......اُس بیٹے کے جو نہ ملنے والی بات کا آرزومند' جادہ عدم کا راہی' بیماریوں کا ہدف' زمانہ کے ہاتھ گروی' مصیبتوں کا نشانہ' دنیا کا پابند اور اس کی فریب کاریوں کا تاجر' موت کا قرضدار' اجل کا قیدی' غموں کا حلیف' حزن و ملال کا ساتھی' آفتوں میں مبتلاء' نفس سے عاجز اور مرنے والوں کا جانشین ہے!

☆☆☆

امیر المومنین علیہ السلام کے نزدیک دنیا!

میں اُس گھر کے بارے میں کیا توصیف بیان کروں جس کی ابتداء کلفت اور مشقت ہے۔ اور انتہاء فنا ہے۔ جس کے حلال میں حساب ہے اور حرام میں سزا ہے جو اس میں بے نیاز اور مستغنی رہنا چاہتا ہے وہ فتنوں میں گھر جاتا ہے اور جو اس کا محتاج رہتا ہے وہ غمگین ہو جاتا ہے جو دنیا کی کوشش کرتا ہے وہ اُسے کھو دیتا ہے جو اِسے چھوڑ کر بیٹھ جاتا ہے اُسے دنیا مل جاتی ہے جو اس میں بصیرت حاصل کرتا ہے اُسے بصیرت مل جاتی ہے اور جو اس کی طرف بصیرت دیکھتا ہے وہ اِسے اندھا کر دیتی ہے؟

امامؑ نے فرمایا: جو شخص اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے وہ فائدہ اُٹھاتا ہے اور جو غفلت کرتا ہے وہ نقصان میں رہتا ہے اور جو ڈرتا ہے وہ (عذاب سے) محفوظ رہتا ہے اور جو عبرت حاصل کرتا ہے وہ بینا ہو جاتا ہے اور جو بینا ہو جاتا ہے وہ بافہم ہو جاتا ہے اور جو بافہم ہوتا ہے اُسے علم حاصل ہو جاتا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: جاہل کا دوست تھکاوٹ میں رہتا ہے!

شریف رضیؒ نے فرمایا: اگر پہلے والے جملے نہ ہوتے اور یہی آخری جملہ ہوتا تو کافی تھا کیونکہ اس میں حکمت بالغہ موجود ہے اور عجیب نہیں ہے کہ حکمت کا فیض اس کے سرچشمہ سے حاصل ہو اور بلاغت اپنی فصل سے ظاہر ہو' کاتب نے کہا: خدا کی قسم مجھے اپنا مدعا مل گیا' اور میں اپنی آرزو میں کامیاب ہو گیا کیونکہ میں نے پہلے کتاب خصائص آئمہ تحریر کی ہے اور اُس محسن کے احسان کی وجہ سے میں نے اُسے اچھے انداز میں ۱۰۹۹ھ میں لکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ جو غنی ہے اُس کی بارگاہ میں فقیر عبدالرزاق بن سید محمد بن سید عباس موسوی کہتا ہے اس کتاب کے نسخہ میں سب کچھ ہی تھا اس کے لکھنے کی تاریخ ۱۳۰۰ھ ہے اس کا مالک علامہ جلیل آیت اللہ شیخ ہادی بن شیخ عباس ابن شیخ علی آل کاشف الغطاء رضوان اللہ علیہم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اور حسن توفیق سے ہم اس سے ۲۲ ذی قعدہ ۱۳۴۹ھ میں نجف اشرف میں فارغ ہوئے۔

مترجم عفی عنہ کہتا ہے:

میری دعا ہے کہ خداوند مجھے اور مومنین کو اس سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مولائے کائنات علیہ السلام کی ذات اقدس اور ذات حق کو مجھ سے خوشنود فرمائے۔ آمین!

وصلی اللہ علی محمد و الہ الاطہار علیہم السلام

احقر

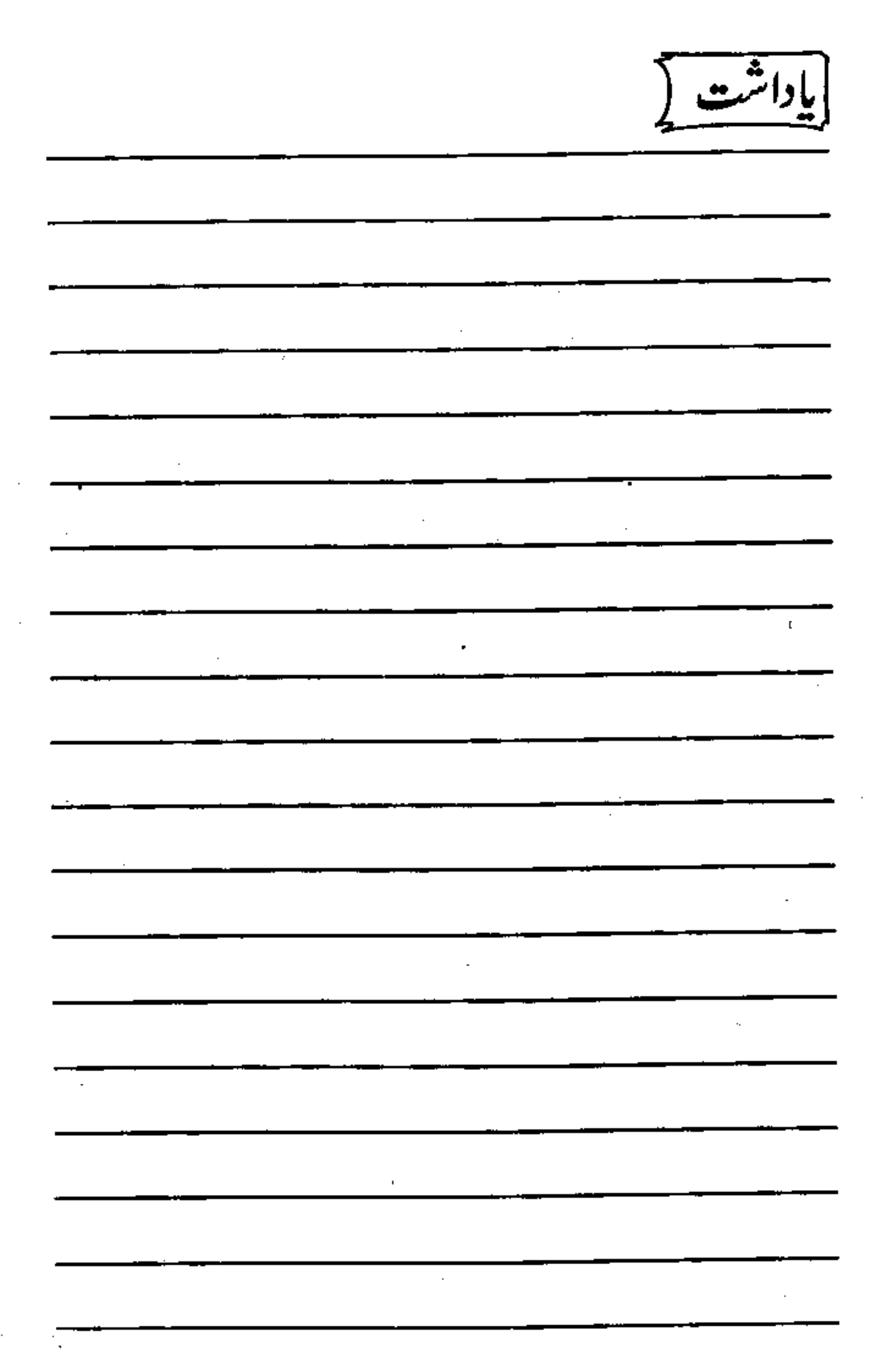
نصیر الرضا صفدر

پرنسپل حوزہ علمیہ امام العصر علیہ السلام

کسووال چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

۲۴-۰۵-۲۰۱۰


یادداشت


یاداشت